ہفت روزہ
لاہور

ندائے خلافت

20

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

مسلسل اشاعت کا
31 واں سال

تنظیم اسلامی کا ترجمان

22 تا 29 شوال المکرم 1443ھ / 24 تا 31 مئی 2022ء

متاعِ غرور

موجودہ دور کے فتنوں میں ایک بڑا فتنہ ''معاشی مسئلہ'' ہے۔ لوگ دنیا کمانے اور زیادہ سے زیادہ سامانِ تعیش اور آسائش دنیا کے حصول میں لگے ہوئے ہیں۔ حلال وحرام کی تمیز معدوم کے درجے میں آ گئی ہے۔ جو آسودہ حال ہیں ان پر مزید کمانے کی دھن سوار ہے۔ جو غریب طبقہ سے متعلق ہیں وہ حسد ونفرت کا شکار ہیں۔ حُبِ دنیا نے پوری طرح انسانی ذہن پر پنجے گاڑ رکھے ہیں۔ آج ہر شخص دنیا کمانے میں دیوانوں کی طرح لگا ہوا ہے۔ اِلّا ماشاء اللہ۔ کیسا دین اور اس کے احکام، کیسی آخرت اور اس کا احتساب، آج انسان کا وہی حال ہے جس کا نقشہ قرآن حکیم میں سورۃ الھمزہ میں کھینچا گیا ہے۔ مال کے پرستاروں کو نبی اکرم ﷺ نے دینار و درہم کا بندہ (عبد) قرار دیا ہے۔

ہم ہر نماز میں پڑھتے ہیں: ﴿الحمد للہ رب العٰلمین ۝﴾ لیکن اللہ کی ربوبیتِ کاملہ پر ہمارے ایمان ویقین کا یہ عالم ہے کہ اگر ہم از روئے قرآن وحدیث اپنی تنظیم کے رفقاء پر حلال وحرام کی حدود و قیود عائد کرتے ہیں تو لوگ تربص وتردد میں مبتلا نظر آتے ہیں کہ ہمارے کاروبار اور تجارت کا کیا ہوگا؟ ہماری معاش کا کیا ہوگا؟ ہمارے بال بچوں کی پرورش اور تعلیم کیسے ہوگی؟ خوب اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ یہ شیطانی فریب ہے، یہ خالص مادہ پرستانہ نقطۂ نظر ہے۔ یہ طرزِ فکر توکل اور اللہ کے رب اور رازق ہونے پر ایمان کے منافی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو اپنی کتاب مبین میں واضح طور پر ہر ذی حیات کو رزق پہنچانے کی ذمہ داری قبول کرنے کا اعلان فرماتا ہے: ''اور زمین پر کوئی چلنے پھرنے والا نہیں مگر اس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے وہ جہاں رہتا ہے اسے بھی جانتا ہے اور جہاں سونپا جاتا ہے اسے بھی یہ سب کچھ کتاب روشن میں (لکھا ہوا) ہے۔'' (ہود:6) لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ چندروزہ زندگی کے آرام وآسائش کے لیے آخرت سے بے پرواہو گئے ہیں، محاسبۂ اُخروی کی فکر سرے سے موجود نہیں۔ فکر ہے، سوچ ہے، منصوبہ بندی ہے، بھاگ دوڑ ہے تو دنیا کمانے کے لیے جس کو قرآن ''متاعِ غرور'' کہتا ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کاملہ اور رزاقیت تامہ پر پورا پورا توکل رکھیں۔ اپنی معاش کے ذرائع میں حرام وناجائز کاموں اور ذرائع کو چن چن کر نکالنے کی بھرپور کوشش کریں۔ اس کام میں ان شاء اللہ العزیز ہمیں اپنے رب اور خالق کی حمایت ونصرت حاصل ہوگی۔ ﴿فنعم المولیٰ و نعم النصیر ۝﴾

ڈاکٹر اسرار احمد ؒ کے ایک بیان سے اقتباس

اس شمارے میں

منافقت
تسبیح باری تعالیٰ کے عملی تقاضے
پاکستانی سیاست اور امریکہ کی سازش یا...
19 سال بعد جنگ بندی
سیدہ ہند بنت عمرو رضی اللہ عنہا
حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آزری!

الھدیٰ
ڈاکٹر اسرار احمدؒ
986

تھوڑا سا غور کر کے حق تک رسائی ممکن ہے!

سُورۃُ الشُّعَرَاء | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 07 تا 9

اَوَلَمۡ یَرَوۡا اِلَی الۡاَرۡضِ کَمۡ اَنۡۢبَتۡنَا فِیۡہَا مِنۡ کُلِّ زَوۡجٍ کَرِیۡمٍ ﴿۷﴾ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً ؕ وَ مَا کَانَ اَکۡثَرُہُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿۸﴾ وَ اِنَّ رَبَّکَ لَہُوَ الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ﴿۹﴾ ع

آیت ۷: ﴿اَوَلَمۡ یَرَوۡا اِلَی الۡاَرۡضِ کَمۡ اَنۡۢبَتۡنَا فِیۡہَا مِنۡ کُلِّ زَوۡجٍ کَرِیۡمٍ ﴿۷﴾﴾ ''کیا یہ لوگ زمین کو نہیں دیکھتے کہ اس میں ہم نے کس قدر عمدہ چیزیں اُگائی ہیں ہر قسم کی!''

آیت ۸: ﴿اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً ؕ وَ مَا کَانَ اَکۡثَرُہُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿۸﴾﴾ ''یقیناً اس میں ایک بڑی نشانی ہے۔ لیکن ان کی اکثریت ایمان لانے والی نہیں ہے۔'' اگر یہ لوگ معجزہ دیکھنا چاہتے ہیں تو دیکھ لیں' اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ پوری کائنات ہی معجزہ ہے۔ کائنات میں ہر جگہ ان کے لیے نشانیاں ہی نشانیاں ہیں:

''یقیناً آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں' رات اور دن کے اُلٹ پھیر میں' اور کشتیوں (جہازوں) میں جو سمندروں (یا دریاؤں) میں لوگوں کے لیے نفع بخش سامان لے کر چلتی ہیں' اور اس پانی میں جو اللہ نے آسمان سے اتارا ہے' پھر اس سے زندگی بخشی زمین کو اس کے مردہ ہو جانے کے بعد اور ہر قسم کے حیوانات اس کے اندر پھیلا دیے' اور ہواؤں کی گردش میں' اور ان بادلوں میں جو معلق کر دیے گئے ہیں آسمانوں اور زمین کے درمیان' یقیناً نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو عقل سے کام لیں۔'' (البقرہ: 164)

آیت ۹: ﴿وَ اِنَّ رَبَّکَ لَہُوَ الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ﴿۹﴾﴾ ''اور یقیناً آپؐ کا رب بہت غالب' نہایت رحم کرنے والا ہے۔''

یہاں ایک نکتہ لائقِ توجہ ہے کہ قرآن میں عام طور پر **العَزیز** کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا دوسرا صفاتی نام **الحَکیم** آتا ہے' مگر اس سورت میں **الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ** کی تکرار ہے۔ دراصل اس کا مقصود یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اگرچہ ''العزیز'' ہے یعنی زبردست طاقت کا مالک ہے' وہ جو چاہے کرے مگر ساتھ ہی ساتھ وہ نہایت مہربان' شفیق اور رحیم بھی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو پلک جھپکنے میں آسمان سے ایسا معجزہ اتار دے جس کے سامنے انہیں اپنی گردنیں جھکانے کے سوا چارہ نہ رہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ فوری طور پر کوئی حسی معجزہ دکھا کر ان لوگوں کی مدتِ مہلت کو ختم نہیں کرنا چاہتا۔

درس حدیث

مؤمن کا کردار

عَنۡ صُھَیۡبِ بۡنِ سِنَانٍ ؓ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: ((عَجَبًا لِاَمۡرِ الۡمُؤۡمِنِ اِنَّ اَمۡرَہٗ کُلَّہٗ خَیۡرٌ وَلَیۡسَ ذٰلِکَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلۡمُؤۡمِنِ اِنۡ اَصَابَتۡہُ سَرَّآءُ شَکَرَ فَکَانَ خَیۡرًا لَّہٗ وَاِنۡ اَصَابَتۡہُ ضَرَّآءُ صَبَرَ فَکَانَ خَیۡرًا لَّہٗ)) (رواہ مسلم)

حضرت صہیب بن سنان ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن کا معاملہ بھی بڑا عجیب ہے۔ اس کے ہر کام میں بھلائی ہے' اور یہ بات صرف مؤمن کو ہی حاصل ہے۔ خوشحالی میں وہ خدا کا شکر ادا کرتا ہے' فقر و فاقہ اور دکھ میں وہ صبر کرتا ہے (گھبراتا نہیں ہے) اور دونوں صورتوں میں اس کے لیے بھلائی ہی بھلائی ہے''۔

مومن ہر معاملہ میں صرف اللہ پر اعتماد کرتا ہے اور اللہ ہی سے ڈرتا ہے۔ خوشی اور مسرتوں سے ہمکنار ہو کر وہ سراپا شکر بن جاتا ہے اور یقین کرتا ہے کہ عطا و بخشش کی یہ فراوانی رب کریم کی نگاہِ رحمت کا فیض ہے۔ جان و مال کے نقصان اور مصیبتوں کی آندھی اسے بدحواس نہیں کرتی۔ آزمائش کے ہر ہر مرحلہ میں نہایت ثابت قدم رہتا ہے۔ باطل کی کوئی یلغار اور طاغوت کی کوئی دھمکی اس کے ایمان کو نہیں دبا سکتی۔ وہ پامردی کے ساتھ ناسازگار حالات کا رخ بدلنے کی کوشش کرتا ہے' اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اسی سے دعا مانگتا ہے۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
22 تا 29 شوال 1443ھ جلد 31
24 تا 31 مئی 2022ء شمارہ 20

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن لاہور۔54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منافقت

اگر کوئی منافقت کو اُس کی بدترین صورت میں دیکھنا چاہے تو وہ اُسے مغرب اور امریکہ کی اشرافیہ میں نظر آئے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس اشرافیہ کے اذہان اور قلوب پر صہیونی اپنے پنجے بُری طرح گاڑھ چکے ہیں۔ لہٰذا صہیونی نظریات کے زیرِ اثر یہ اشرافیہ بھی انسانوں کو دو حصوں میں تقسیم کرتی ہے۔ اس کی تفصیل میں جانے سے پہلے یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ مغربی یورپ اور امریکہ میں عام شہری، ذرائع ابلاغ اور معیشت پر اس اشرافیہ کے مکمل اور جابرانہ تسلط کی وجہ سے تمام تر سیاسی، معاشی بلکہ معاشرتی سطح پر بھی خود کو اس اشرافیہ کے سپرد کر چکا ہے۔ لہٰذا وہ اسی میں اپنی عافیت سمجھتا ہے اور اُسے جو تحفظ درکار ہے وہ یہ اشرافیہ اُسے فراہم کرتی ہے۔ چنانچہ وہ لکیر کا فقیر ہے اور اُس نے زندگی کی تمام جدوجہد کو محض اپنی نجی زندگی کی مادی ضروریات کی تکمیل تک محدود کر لیا ہے۔ ہر چار یا پانچ سال بعد وہ ووٹ ڈال کر ہاتھوں کے بدلنے یا نہ بدلنے کا فیصلہ کرتا ہے۔ وہ نظام کو نہیں بدل سکتا، وہ اُس قبضہ سے چھٹکارا حاصل نہیں کر سکتا جو اُس کے دل اور ذہن پر اُس اشرافیہ یا مافیا نے مختلف ذرائع سے حاصل کیا ہوا ہے۔ اُس کے اس کنٹرول کا اہم ترین ذریعہ وہ معاشی نظام ہے جس کی جکڑ بندیوں میں ایک دنیا کو اُنہوں نے باندھا ہوا ہے۔ اُسے سرمایہ دارانہ نظام کہا جاتا ہے۔

اس نظام کے ذریعے یہ اشرافیہ اپنوں سمیت دنیا کی کثیر آبادی کا خون چوس رہا ہے۔ لیکن اس کی انتہائی بدصورت اور کریہہ شکل کو عام انسانوں کی نظروں سے اوجھل رکھنے کے لیے اس پر جمہوریت کے نام سے ایک خوشنما اور دیدہ زیب غلاف چڑھا دیا گیا ہے۔ سارا ظاہری کام اور پروپیگنڈا اس جمہوریت کے نام سے کیا جاتا ہے اور عملی طور پر اُس ظالمانہ، سرمایہ دارانہ نظام کو تقویت دی جاتی ہے۔ اور وہ تمام امور سرانجام دیئے جاتے ہیں جس سے سرمائے کی گرفت مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی جا رہی ہے۔ اس انسانیت دشمن اور بدترین استحصالی نظام کی ڈھال یا پردہ کو مزید خوشنما اور خوبصورت بنانے کے لیے عالمی سطح پر بہت سی تنظیمیں قائم کی گئی ہیں۔ مثلاً انسانی حقوق کی تنظیم، آزادیِ تحریر و تقریر، عورتوں کے حقوق کی تنظیم اور صحافیوں کے حقوق وغیرہ وغیرہ بلکہ جانوروں اور جنگلی درندوں کے حقوق کی تنظیم وغیرہ قائم کر کے عام انسانوں کی آنکھوں پر ایسی عینک چڑھا دی گئی ہے جس سے وہی کچھ نظر آتا ہے جو کچھ مذکورہ اشرافیہ لوگوں کو دکھانا چاہتی ہے۔ ہم آغاز میں عرض کر چکے ہیں کہ اس اشرافیہ پر صہیونیوں کا قبضہ ہے جن کا دنیا بھر میں گردش کرنے والے سرمائے میں بہت بڑا حصہ ہے۔ لہٰذا سرمایہ دارانہ نظام کے سرپرستوں اور صہیونیوں کا ایک Page

پر ہونا منطقی بات ہے چنانچہ سرمائے کی بنیاد پر حاصل ہونے والی قوت کو صہیونی مفادات کے تحفظ میں بھرپور طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ خاص طور پر اُن کے سیاسی مفادات کے تحفظ میں بھرپور انداز میں یہ قوت استعمال ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر دنیا میں کسی جگہ اگر ایک ایسا انسان قتل ہو جاتا ہے جو سرمایہ دارانہ نظام یا صہیونی سوچ سے مطابقت رکھتا تھا تو دنیا بھر میں ایسا طوفان اٹھایا جائے گا کہ کئی حکومتوں اور ریاستوں کے وجود کو خطرہ لاحق ہو جائے گا۔ لیکن اگر ناجائز اسرائیلی ریاست کی سرحدوں کو زیادہ محفوظ بنانے کے لیے بلکہ محض خطرہ کو دور رکھنے کے لیے ایک عذر تراش کر عراق میں انسانوں کی لاشوں کے ڈھیر لگا دیئے جائیں، سارے ملک کی صنعت کو بمباری سے تباہ و برباد کر دیا جائے اور بعد میں خود ہی تسلیم کر لیا جائے کہ اس وحشت ناکی کے لیے تراشا گیا عذر سچا نہیں بلکہ جھوٹا تھا تو ان لاکھوں انسانوں کے خون سے کسی کے سفید دامن پر داغ بھی نہیں پڑتا۔ اس سے زیادہ ردعمل تو کسی بلی یا کتے کی موت پر آ جاتا ہے اور اس درندگی پر ایسے sorry کہہ دیا جاتا ہے جیسے ٹریفک کی چھوٹی سی غلطی سے جس سے کوئی بڑا نقصان بھی نہ ہوا ہو، ایک شہری دوسرے کو کہہ دیتا ہے اور بات آئی گئی ہو جاتی ہے۔

قابل غور بات یہ ہے کہ اس اشرافیہ کا، بھارت فکری اور فطری اتحادی ہے لہٰذا پون صدی سے کشمیر میں استصواب رائے کی قرار داد ردی کی ٹوکری کی زینت بنی ہوئی ہے اور بھارت کے جبر سے کشمیریوں کو آزادی حاصل نہیں ہو رہی۔ لیکن مشرقی تیمور کا معاملہ جھٹ منگنی پٹ بیاہ کے مصداق دنوں میں سلامتی کونسل کے ذریعے حل ہو جاتا ہے اور انڈونیشیا سے علیحدگی حاصل کر کے ایک عیسائی ریاست وجود میں آ جاتی ہے۔ اسی کشمیر میں بھارت دن رات درندگی کا مظاہرہ کرتا ہے اور انسانی جانوں اور عزتوں سے کھیل رہا ہے لیکن انسانی حقوق کی تنظیم کو اُدھر دیکھنے کی ابھی فرصت نہیں ہے۔

گزشتہ پون صدی میں ایسے درجنوں بلکہ سینکڑوں واقعات ہوئے ہیں ہم نے تو محض چاولوں کی دیگ سے ایک دانہ چکھا ہے۔ اشرافیہ کو سپورٹ کرنے والا سعودی عرب کا صحافی اگر ترکی میں قتل ہو جائے تو سعودی شاہی خاندان کی حکومت ہی نہیں زندگی بھی خطرے میں پڑ جائے اور اُن کی ٹانگیں ہی نہ کانپیں بلکہ شاہی محلات میں زلزلہ آ جائے لیکن اگر فلسطینی صحافی خاتون شیرین ابو عاقلہ کو باقاعدہ نشانہ پر لے کر قتل کر دیا جائے پھر اُس کے جنازے پر بھی وحشیانہ حرکت ہو تو اس پر چند مذمتی بیانات کافی سمجھے جاتے ہیں۔ اس اشرافیہ کے کارندے اس ظالمانہ نظام کے سرپرست لوگوں کو بدکاری اور جنسی دہشت گردی کی طرف بھی نہ صرف مائل کرتے ہیں اور ایسے گندے افعال کی ترغیب دیتے ہیں بلکہ اس کے حق میں قانون سازی کے لیے بھی دنیا بھر میں کوشاں نظر آتے ہیں۔ مثلاً LGBTQ+ وغیرہ وغیرہ کے لیے فضا ہموار کرنے کے لیے پوری محنت اور مشقت سے کام ہو رہا ہے۔ ایسے محسوس ہوتا ہے کہ یہ لوگ کسی مشن کے لیے سر دھڑ کی بازی لگائے ہوئے ہیں۔ لہٰذا ہمیں یہ بات سمجھ لینے کی ضرورت ہے کہ آخر اُنہیں لوگوں کو بدکاری اور غیر فطری جنسی وحشت ناک افعال کی طرف مائل کرنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوتی ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ جب انسان اخلاقی طور پر بدترین گراوٹ کا شکار ہو جاتا ہے تو وہ ہر لحاظ سے کمزور پڑ جاتا ہے۔ اُس کی زندگی کا اخلاقی جواز ختم ہو جاتا ہے۔ پھر وہ ایک آسان شکار بن جاتا ہے۔ جس سے ہر قسم کا کام لیا جا سکتا ہے۔ وہ جائز ناجائز، اخلاقی اور غیر اخلاقی معاملات میں تمیز کھو دیتا ہے۔ وہ ایسا جانور بن جاتا ہے جسے خواہشات کی تکمیل کے لیے کوئی بدترین فعل بھی معیوب نظر نہیں آتا۔ گویا اب اُس کے گلے میں پٹہ ہے اور زنجیر اس اشرافیہ کے ہاتھ میں ہے۔

سوال یہ ہے کہ مسلمان جو آج دنیا میں بالکل بے بس نظر آتے ہیں، کب تک یوں اپنے مسلمان بھائیوں پر ہونے والے ظلم وستم پر خاموش تماشائی بنے رہیں گے۔ مسلمان تعداد میں کم نہیں ہیں پھر یہ کہ اکثر مسلمان ممالک زبردست مالی وسائل رکھتے ہیں۔ یہ افرادی قوت اور مادی وسائل کب مسلمانوں کو حقیقی آزادی دلانے میں مدد کریں گے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان اپنے اخلاقی انحطاط کو ختم کریں۔ مسلم دشمن قوتوں پر اپنا انحصار ختم کریں اور باہمی اتحاد قائم کر کے ہر قسم کے احساس کمتری سے چھٹکارا حاصل کریں۔ مسلمانوں کے حکمران دنیوی آقاؤں کی غلامی ترک کر کے اللہ تعالیٰ کی غلامی اختیار کریں تو کوئی دنیوی قوت اُن پر تسلط حاصل نہیں کر سکے گی۔

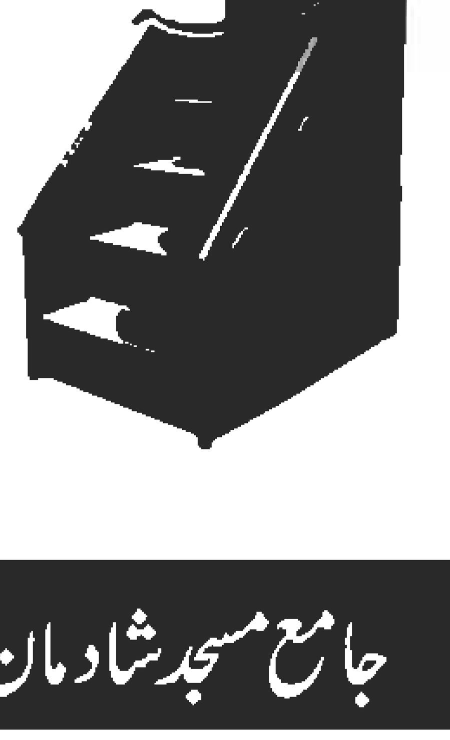

تسبیح باری تعالیٰ کے عملی تقاضے

(سورۃ الحدید کی ابتدائی آیات کی روشنی میں)

جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 13 مئی 2022ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

ماہ رمضان سے قبل ہم قرآن حکیم کا سلسلہ وار مطالعہ کر رہے تھے اور الحمد للہ سورۃ الواقعہ کا مطالعہ مکمل ہوا تھا۔ اب اس کے بعد ہم نے سلسلہ وار مطالعہ کے لیے سورۃ الحدید کا انتخاب کیا ہے جو کہ 27ویں پارے کی آخری سورت ہے اور یہ مدنی سورت ہے۔ اس کے بعد اگلے پارے کے شروع میں نو مدنی سورتیں ہیں۔ ان دس مدنی سورتوں کا خاصا یہ ہے کہ ان میں قرآن مجید کے شروع کی چار بڑی مدنی سورتوں (البقرہ، آل عمران، النساء، المائدہ) کے مضامین کا خلاصہ بیان ہوا ہے۔ ان مضامین میں ایمانیات، نفاق، جہاد، انفاق، قتال، غلبہ دین کی جدوجہد وغیرہ شامل ہیں، یہ بڑے اہم مضامین ہیں اور ان مضامین کے خلاصے اب ان مختصر مدنی سورتوں میں آئیں گے۔ گویا یوں کہا جاسکتا ہے کہ ایک شخص قرآن حکیم شروع سے پڑھتا ہوا آرہا ہے، شروع میں جو مضامین اس کے سامنے بہت تفصیل سے آئے تھے اب ان آخری مدنی سورتوں میں انہی مضامین کا خلاصہ اس کے سامنے آجائے گا۔

نبی اکرم ﷺ نے ہجرت کے بعد مدینہ میں دس برس گزارے۔ سورۃ الحدید سمیت اکثر مدنی سورتیں پانچ ہجری اور اس کے بعد کے دور میں نازل ہوئی ہیں اور اس دور میں نئے نئے لوگ بھی مسلمان ہو رہے تھے۔ اس دور میں کچھ فتوحات بھی مسلمانوں کو مل رہی تھیں، وہ فتوحات دیکھ کر بھی کچھ لوگ اسلام میں داخل ہو رہے تھے لیکن ابھی ان کی وہ تربیت نہیں ہوئی جو مکی دور میں اہل ایمان کی تربیت ہوئی تھی۔ ان نئے آنے والوں میں بہرحال عمل کی کمزوری بھی تھی۔ پھر مدینہ منورہ میں منافقین بھی تھے، جن کا دعویٰ تو ایمان کا تھا لیکن ان کا عمل اس کے برعکس تھا۔ لہٰذا اس دور میں جو سورتیں نازل ہوئی ہیں ان میں ایسے لوگوں کے طرز عمل پر نکیر کیا جانا، ان کو حقیقی ایمان اور اس کے تقاضوں کی طرف متوجہ کیا جانا، یہ سب تفصیلات ان سورتوں کے مطالعے میں ہمارے سامنے آتی ہیں۔

بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کو سورۃ الحدید بڑی محبوب تھی۔ اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ سے امت کی سطح پر کلام کیا اور رسولوں کا جو انقلابی مشن تھا اس کی طرف خصوصی طور پر امت کو توجہ دلائی ہے۔ فرمایا:

مرتب: ابو ابراهیم

''ہم نے بھیجا اپنے رسولوں کو واضح نشانیوں کے ساتھ اور ہم نے ان کے ساتھ کتاب اور میزان اُتاری' تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔'' (آیت:25)

اس تعلق سے پیغمبروں کا مشن اللہ کے نظام کو قائم کرنا تھا اور ختم نبوت کے بعد یہ مشن اب امت کے کندھوں پر ہے۔ اس اُمت کو کسی چھوٹے کام کے لیے پیدا نہیں کیا گیا تھا بلکہ اس کو بہت بڑے مشن کے لیے پیدا کیا گیا تھا۔ انبیاء علیہم السلام کا جو مشن تھا اس کی تکمیل کے لیے اس اُمت کو پیدا کیا گیا اور انبیاء کے مشن میں جہاں لوگوں کو عبادت کی دعوت دینا، تقویٰ اختیار کرنے کی دعوت دینا، استغفار و توبہ کرنے کی دعوت دینا، پیغمبر کی اطاعت کرنے کی دعوت دینا شامل تھا وہیں اس زمین پر عدل کے نظام کے قیام کی جدوجہد کرنا بھی انبیاء کے مشن میں شامل تھا تاکہ ظلم کا خاتمہ ہو، مخلوقِ خدا ظالموں اور جابروں کے پنجۂ استبداد سے آزاد ہو تاکہ ان کو اللہ کا دین قبول کرنے اور اس دین پر بتمام و کمال عمل کرنے کا موقع میسر آئے۔

یہ پیغمبروں کا انقلابی مشن تھا لیکن آج ہمارا طرز عمل بعد از رمضان، قرآن حکیم کا بند ہو جانا، مساجد میں صفوں کی تعداد میں کمی اور کئی دوسرے معاملات میں نافرمانیوں کا معمول بتا رہا ہے کہ ہمارا تصورِ دین صرف رمضان تک محدود ہو گیا ہے۔ سورۃ الحدید میں اس اُمت سے حقیقی ایمان کا تقاضا بھی ہے، محض زبان سے دعویٰ تو عبداللہ بن ابی بھی کر رہا تھا۔ دل سے ایمان لانا اصل تقاضا ہے اور جب ایمان دل میں ہوتا ہے تو عمل اس کا ثبوت پیش کرتا ہے۔ پھر یہ ثبوت کبھی جہاد کی صورت میں سامنے آتا ہے، کبھی اعمال صالحہ کی صورت میں سامنے آتا ہے اور کبھی انصاف کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ ان سارے اعمال کے حوالے سے قرآن حکیم میں جامع اصطلاح ''اعمالِ صالح، جہاد فی سبیل اللہ اور انفاق فی سبیل اللہ کے عنوان سے آتی ہے۔ البتہ خوبصورت بات یہ ہے کہ ان تقاضوں کے آنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے پہلی 6 آیات میں اپنا تعارف ہمارے سامنے رکھا ہے تاکہ وضاحت ہو جائے اور سنجیدگی آجائے کہ آگے جو تقاضے آرہے ہیں وہ کسی شخص کے نہیں ہیں بلکہ وہ تقاضے اللہ رب العالمین کے ہیں اور اس کے احکامات کو ٹالا نہیں جاسکتا۔ اس لیے پہلے رب العالمین کا تعارف اس سورت میں آیا ہے۔ فرمایا:

﴿سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ①﴾ (الحدید)
’’تسبیح کرتی ہے اللہ کی ہر وہ شے جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے۔ اور وہ بہت زبردست ہے‘ کمال حکمت والا۔‘‘

ان سورتوں کو مسبحات بھی کہا گیا یعنی جن سورتوں کا آغاز تسبیح باری تعالیٰ کے بیان سے ہوا ہے۔ عربی اسلوب کے اعتبار سے تسبیح کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ کسی شے کو اس کے مقام پر برقرار رکھنا۔ اللہ کی تسبیح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات جو ذاتِ بلند ہے‘ اس کو اس کے مقام بلند پر برقرار رکھنا‘ کوئی کمزوری اللہ کے ساتھ وابستہ نہیں کرنا جو مخلوق کے ساتھ ہے جیسے مشرکین کا تصور رہا کہ بتوں کی پوجا اس لیے کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ راضی ہوجائے۔ یہ خوش تو اللہ خوش۔ استغفر اللہ۔ حالانکہ اللہ میں ایسی کوئی کمزوری نہیں کہ وہ ڈائریکٹ نہیں سن سکتا۔ یہ اس دنیا کی کمزوریاں ہیں کہ آفیسر کو بتانا پڑتا ہے کہ یہ میرا بھانجا ہے‘ ایمان دار لڑکا ہے‘ اس کو نوکری پر رکھ لو۔ کیا اللہ کو کوئی بتانے کی ضرورت ہے؟ اللہ کو ایسی کوئی حاجت نہیں ہے۔ لہٰذا تسبیح کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کو ہر عیب اور کمزوری سے پاک سمجھا جائے۔ لیکن یاد رکھیے کہ اللہ کا مقام بلند بس اتنا ہی نہیں ہے کہ اللہ اکبر کہہ لیا‘ سبحان اللہ کہہ لیا‘ اسی کو پکار لیا۔ اللہ کے مقام بلند کا تقاضا یہ بھی ہے کہ وہ خالق‘ مالک اور رازق اور حاکم بھی ہے۔ لہٰذا اس کا حکم بھی مانا جائے گا۔ باقی سب کے منوانے کی باتیں ہوتی نظر آتی ہیں۔ اپنے ملک کا جائزہ لے لیں۔ ججز اور سیاستدانوں کو دیکھ لیں کہ آئین کی بالادستی‘ قانون کی بالادستی کی بات کریں گے۔ کیا کوئی اللہ کے حکم کی بالادستی کی بھی بات کرے گا؟ اس کا خیال کسی کو نہیں؟ حالانکہ یہ بھی اللہ کی تسبیح کا تقاضا ہے۔ ایک آج ہمارے ہاتھوں میں بھی تسبیح ہوتی ہے۔ پہلے وہ دانوں کی شکل میں تھی اب وہ الیکٹرانک آگئی ہے۔ لیکن یہ خیال رہے کہ یہ کوئی تسبیح نہیں ہے کہ گپ شپ ہورہی ہے اور تسبیح بھی چل رہی ہے۔ یہ فیشنی تسبیح ہے جو سیاستدانوں اور کچھ دینی طبقات میں بھی ہے کہ ٹی وی بھی چل رہا ہے‘ زبان پر مغلظات بھی جاری ہیں اور تسبیح گھوم رہی ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! تسبیح یہ ہے کہ پہلے اس کے الفاظ ادا کرنے ہیں اگر کوئی شمار کرنے کے لیے کوئی ذریعہ اختیار کرتا ہے تو ہم بحث نہیں کرتے لیکن اس کی توجہ اور ادب کو ملحوظ خاطر رکھنا بہت ضروری ہے۔ اگر ہمارا یہ خیال ہو کہ سبحان اللہ‘ الحمدللہ اور اللہ اکبر کہہ کر تسبیح کے تقاضے پورے ہوگئے تو یہ بات درست نہیں ہے۔ سبحان اللہ کہنا تقاضا ہے‘ اس میں کوئی شک نہیں۔ تسبیح رسول اللہ ﷺ نے سکھائی ہے مگر صرف یہ کہہ کر سمجھنا کہ تقاضے پورے ہوگئے تو یہ خام خیالی ہے۔

فرشتوں نے کیا کہا تھا اللہ کے سامنے:
﴿وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ط﴾ (البقرہ:30) ’’اور ہم آپ کی حمد وثنا کے ساتھ تسبیح اور آپ کی تقدیس میں لگے ہوئے ہیں۔‘‘

سب کچھ تو فرشتے کر رہے تھے لیکن اللہ نے فرمایا:
﴿اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝﴾ (البقرہ) ’’میں جانتا ہوں جو کچھ تم نہیں جانتے۔‘‘

یعنی اللہ کو تخلیق آدم سے کچھ اور مطلوب تھا۔ کچھ اور مطلوب تھا۔ ہم آج مطمئن ہوگئے کہ رمضان شریف گزار لیا‘ روزے رکھ لیے‘ اعتکاف کر لیا۔ ہم نے جو روزے رکھے ہمیں معلوم ہے۔ کیا اعتکاف ہوا ہمیں معلوم ہے۔ کیا تراویح ادا ہوئی ہمیں معلوم ہے۔ مجھے میری کمزوری معلوم ہے آپ کو اپنی معلوم ہے اور سب سے بڑھ کر ہمارے رب کو معلوم ہے۔ یہ ہم سمجھ رہے ہیں کہ بڑا کلمہ حق ہم نے ادا کیا۔ یہ اپنی دانست کے اندر لوگوں کا خیال ہے کہ کلمہ حق ادا ہو رہا ہے مگر گالیاں بھی چل رہی

پریس ریلیز 20 مئی 2022ء

بھارتی عدلیہ نے یاسین ملک کو دہشت گرد قرار دے کر خود کو ہندوتوا کا حصہ ثابت کر دیا

شجاع الدین شیخ

بھارتی عدلیہ نے یاسین ملک کو دہشت گرد قرار دے کر خود کو ہندوتوا کا حصہ ثابت کر دیا۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ بھارتی ریاست کے تمام ستون اب سیکولرازم سے دستبردار ہوکر ہندوتوا کے ذیلی شعبہ جات بن چکے ہیں۔ کشمیری لیڈر یاسین ملک کے خلاف یہ متعصّبانہ فیصلہ ظاہر کرتا ہے کہ بھارتی عدلیہ آئین اور قانون کے مطابق فیصلے دینے کی بجائے بی جے پی کی حکومت کے رویے کو اپناتے ہوئے اسلام دشمنی کی بنیاد پر فیصلے صادر کر رہی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ مودی حکومت کشمیر کی تحریک آزادی کو کچلنے کے لیے تمام ناجائز ہتھکنڈے استعمال کر رہی ہے۔ بھارتی حکومت نے 370 اور 35A کو آئین سے نکال کر کشمیر کی خصوصی حیثیت ختم کر دی۔ علاوہ ازیں وادی میں ظلم وستم میں کئی گنا اضافہ کر دیا مگر وہ اس تحریک کو کچلنے میں کامیاب نہیں ہو سکی۔ اُنہوں نے عالمی اداروں سے سوال کیا کہ جمہوریت‘ آزادی تحریر وتقریر اور انسانی حقوق کے تحفظ کا دعویٰ کرنے والے‘ بھارتی حکومت کی ان ناروا پابندیوں اور ظالمانہ قوانین کے اطلاق پر کیوں خاموش ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ طاغوتی قوتیں مسلمانوں کے باہمی انتشار سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دنیا بھر میں مسلمانوں کے خلاف ظلم وستم ڈھا رہی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام دشمن قوتوں کا مقابلہ کرنے کے لیے مسلمانوں کا اتحاد ناگزیر ہے مسلمانوں کے پاس اس کے سوا کوئی آپشن نہیں کہ وہ اللہ اور رسول ﷺ کی حقیقی غلامی اختیار کریں تاکہ دنیوی آقاؤں سے نجات اور اُخروی فلاح حاصل کر سکیں۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت‘ تنظیم اسلامی‘ پاکستان)

ہیں، بہتان بھی لگ رہے ہیں اور برے نام بھی رکھے جا رہے ہیں۔اس سے آگے بڑھ کر مار دھاڑ کی باتیں بھی ہو رہی ہیں۔لیکن لوگوں کا خیال ہے کہ ہم کلمہ حق بیان کر رہے ہیں۔عجیب بات ہے۔ بہرحال اللہ کو صرف تسبیح کرنا مطلوب نہیں تھا بلکہ کچھ اور مطلوب تھا۔ بقول شاعر ؎

یا وُسعتِ افلاک میں تکبیرِ مسلسل
یا خاک کے آغوش میں تسبیح و مناجات
وہ مذہبِ مردانِ خود آگاہ و خدا مست
یہ مذہبِ مُلّا و جمادات و نباتات

ایک ہے کہیں تنہائی میں کسی جگہ پر بیٹھ کر اللہ اللہ کرنا۔یہ کام تو جمادات اور نباتات بھی کر رہے ہیں، وہ بھی اللہ کی تسبیح کر رہے ہیں۔یہ کون سی بڑی بات ہے۔ارشاد ہوتا ہے:

’’اُسی کی تسبیح میں لگے ہوئے ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور (وہ تمام مخلوق بھی) جو ان میں ہے اور کوئی چیز نہیں مگر یہ کہ وہ تسبیح کرتی ہے اُس کی حمد کے ساتھ‘ لیکن تم نہیں سمجھ سکتے ان کی تسبیح کو۔‘‘(بنی اسرائیل:44)

اور ایک ہے اللہ کی کبریائی کے اعلان کے ساتھ افلاک میں اللہ کی تکبیر کا بلند ہونا، یعنی اس کی کبریائی کے نفاذ کے لیے کھڑا ہونا۔جو شخص اس عظیم ترین کام کے لیے کھڑا ہے وہ اپنی حقیقت کو پہچانتا ہے کہ اللہ نے کتنے بڑے کام کے لیے مجھے پیدا کیا ہے۔اپنی زبان سے اور اپنے حال سے کائنات کا ہر ذرہ ذرہ گواہی دے رہا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع ہے اور وہ اللہ کی تسبیح کر رہا ہے۔لیکن ہم مسلمانوں سے کچھ اور بھی تسبیح مطلوب ہے۔ ہم سے کوئی اور تکبیر اللہ کو مطلوب ہے۔ہم سے فقط اتنا اللہ کا تقاضا نہیں ہے کہ ہم بھی سبحان اللہ کہہ کر اور کچھ روزے رکھ کر، کچھ نوافل ادا کر کے اور کچھ نیک اعمال کر کے مطمئن ہو جائیں۔اللہ کے رسول ﷺ کا خونِ اطہر طائف اور اُحد میں بہا ہے۔ آپ ﷺ بدر میں کھڑے ہوئے، آپ ﷺ نے 259 صحابہ کرام ؓ کی جانیں اللہ کی راہ میں پیش کیں یا نہیں؟ یہ مثالیں کہاں لے کے جائیں گے؟حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ③﴾ (المدثر) ’’اور اپنے رب کو بڑا کرو!‘‘

اور اس اعلان کے لیے حضور ﷺ کھڑے ہوئے، راتوں کو تہجد میں کھڑے ہوئے، دن میں جہاد کے لیے کھڑے ہوئے، آپ ﷺ تبوک کے موقع پر تیس ہزار کا لشکر لے کر گئے۔اس دین کے غلبہ، توسیع اور تصدیر کے لیے حضور ﷺ نکلے ہیں۔تسبیح کا یہ پہلو بھی اُمت کے سامنے رہنا چاہیے۔آگے فرمایا:

﴿لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ﴾ ’’اُسی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی۔‘‘(الحدید:2)

بادشاہت اللہ کے لیے ہے۔ ہم آیت الکرسی میں الفاظ پڑھتے ہیں:

﴿لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ﴾ (البقرہ:255) ’’جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اُسی کا ہے۔‘‘

یہ بڑا انقلابی جملہ ہے۔ہم کہتے ہیں میرا مال، میرا گھر، میری کرسی لیکن آیت الکرسی میں ہم پڑھتے ہیں کہ سب کچھ اللہ کا ہے، سورۃ الحدید میں ہم پڑھتے ہیں کہ زمین و آسمان کی بادشاہی بھی اللہ کی ہے۔یہ تصور آج اُمت کے ذہنوں سے نکل گیا اور وہ اپنی کرسی اور اقتدار کے لیے اُمت کو ٹکڑے ٹکڑے کر بیٹھے۔حالانکہ دین یہ تصور دیتا ہے کہ سب کچھ تیرے رب کا ہے، تو صرف امین ہے، تو کسٹوڈین ہے۔اس تصور کے ساتھ احساس ذمہ داری پیدا ہوتا ہے پھر زندگی ایک اثاثہ نہیں ایک liability محسوس ہوتی ہے۔آدمی سمجھ جاتا ہے کہ یہ جو کچھ میرے پاس ہے یہ میرا نہیں ہے بلکہ میرے ذمہ ایک قرض ہے۔ میں اس کے حوالے سے کل اللہ کے ہاں جوابدہ ہوں گا چاہے یہ جسم ہو، مال ہو، جان ہو، اولاد ہو، گھر ہو، اختیار ہو، وسائل ہوں یا اقتدار ہو۔عام آدمی سے لے کر حکمرانوں تک سب کا خالق بھی اللہ ہے، مالک بھی اللہ، حاکم بھی اللہ ہے۔لہٰذا مرضی رب کی چلے گی ہماری نہیں چلے گی۔لیکن یہ تصور اُمت بھول گئی۔مسلمانوں میں ایسے ایسے نا ہنجار قسم کے لوگ ہیں۔ جب ہم یہ باتیں بیان کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ تم تو سیاسی اسلام اور ریڈیکل اسلام کی بات کر رہے ہو۔استغفر اللہ! اناللہ وانا الیہ راجعون! اگر قرآن نہیں پڑھا اور پھر یہ جملے کہہ رہے ہیں تو اپنے گریبانوں میں جھانکیے کہ قرآن کیوں نہیں پڑھا۔اگر قرآن پڑھا ہے اور پھر بھی یہ جملے کہہ رہے ہیں تو پھر سوچنے کا مقام ہے کہ ایمان ہمارے دلوں میں ہے یا نہیں۔اللہ تعالیٰ قرآن میں تین مرتبہ فرماتا ہے:

﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ﴾ (یوسف:40) ’’اختیارِ مطلق تو صرف اللہ ہی کا ہے۔‘‘

لیکن آج ساری سیاسی جماعتیں کہتی ہیں ہماری حاکمیت، عوام کی حاکمیت، ہمارے آئین کی بالادستی لیکن اللہ کو حاکم ماننے، اللہ کی حاکمیت کو قائم کرنے کے لیے کوئی مخلص نظر نہیں آتا۔جن کو اقتدار ملا پانچ پانچ سال انہوں نے بھی اسلام کے لیے کچھ کر کے نہیں دکھایا، کوئی پیش رفت کر کے نہیں دکھائی۔ ہماری محبت اسلام سے ہے۔ ہماری محبت پاکستان سے اس لیے ہے کہ یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا ہے۔ہمیں کسی سے نہ نفرت ہے نہ کسی سے محبت ہے۔ ہمارے ہاں چاہے فوجی حکمران ہوں یا سول ہوں ان میں سے کسی نے اگر اسلام کے لیے پیش قدمی کی ہوتی ہماری محبت اس کے ساتھ ہوتی اور ہمیشہ رہتی اور اگر کوئی اس کے مطابق عمل کرے تو ہماری محبت اس کے ساتھ ہوتی۔ لیکن اگر اسلام کی بات نہیں ہے تو پاکستان کہاں محفوظ رہے گا۔کیونکہ یہ بنا اسلام کے نام پر ہے۔اسلام کو ہٹاتے ہی بنگلہ دیش ہم نے بنوا ڈالا، اس سے آگے بھی نفرتیں پیدا کرو گے تو یہ محفوظ کہاں رہے گا؟ یہ اسی لیے ہے کہ آج یہ تصور امت کے ذہنوں سے نکل گیا کہ اللہ حاکم ہے اور اس کی حاکمیت کا نفاذ ہونا چاہیے۔اللہ ہمیں سمجھ دے اور ہمارے حکمرانوں اور اپوزیشن کی جماعتوں کو بھی ہدایت دے۔اگر وہ نفاذ اسلام کی کوشش نہیں کرتے تو کل انہوں نے اللہ کو جواب دینا ہے، ہم نے بھی دینا ہے۔سوچو بھی مر گئے تو اللہ کو کیا جواب دو گے؟ ہم سب سوچیں۔تم امریکہ کے ساتھ تعلقات بڑھا رہے ہو، روس کے ساتھ تعلقات بڑھا رہے ہو، کوئی پس پردہ اور کوئی سامنے آ کر تعلقات رکھ رہا ہے لیکن اللہ کے ساتھ تعلق کیسا ہے؟ ہماری اصل التجا یہ ہے کہ نہ کسی سے نفرت، نہ کسی سے محبت۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

’’جس نے اللہ کے لیے کسی سے محبت کی اور اللہ ہی کے لیے کسی سے دشمنی کی اور اللہ ہی کے لیے دیا اور اللہ کے لیے نہیں دیا تو اس نے اپنے ایمان کو مکمل کر لیا۔‘‘

اللہ ہمیں بھی اور ہمارے حکمرانوں کو بھی ہدایت نصیب فرمائے اور اسلام کے نام پر بننے والے اس ملک میں اللہ کی تسبیح حقیقی معنوں میں قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

❁❁❁

21

حضورِ رسالت ـ 10 ـ (VI)

مسلماں شرمسار از بے کلاہی است
کہ دینش مُردہ و فقرش خانقاہی است
تو دانی در جہاں میراثِ ما چیست
گلیمے از قماشِ پادشاہی است!

ترجمہ مسلمان (دنیا میں) اپنی بے وقعتی کی وجہ سے شرمندہ ہے۔ کیونکہ اس کا دین مردہ ہے اور اس کا فقر خانقاہی (بے عمل) ہے۔

تو جانتا ہے کہ دنیا میں ہماری میراث (مسلمانوں کا ورثہ) کیا ہے؟ (ہمارا ورثہ) ایک گدڑی ہے جو اسلاف کے مال ومتاع سے حاصل کیا گیا ہے۔

تشریح اے رسولِ خدا ﷺ! آج کا مسلمان اپنی بے وقعتی اور اسلام کی مغلوبیت پر شرمندہ ہے کہ آج اس کا دین، اسلام بے اثر اور مسلمانوں کی عملی زندگیوں میں رہنمائی سے بے تعلق ہے اور دینی زعماء کی تعلیمات وتلقینات کا نقطۂ عروج تصوف اور خانقاہی نظام ہے جو اپنی تاثیر کھو چکا ہے خود پیرانِ عظام کی اولاد دین کے تابع زندگی نہیں گزار رہی تو وہ دوسروں کو کیا متاثر کریں گے۔

آپ ﷺ تو جانتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کی اصل میراث ہے تو خلافت ہے، حکومت ہے، انسانیت کو ربّ العالمین کے احکام کے تابع چلانا ہے جس سے آج کا مسلم معاشرہ خود بے بہرہ ہے۔ ہماری میراث تو اہل دین سیاست میں ہوں یا مسندِ علم پر یا سجادۂ طریقت پر غلبۂ دین کے ساتھ سادگی، فقر اور درویشی کی زندگی گزارنا ہے جس کی مثال حضرات خلفائے راشدین اور خود ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اس دورِ زوال میں عوام بے یار و مددگار ہیں اور حکمران، علماء اور درویش دولت کے نشے میں مست ہیں۔ بقول حضرت عبداللہ مبارک رحمۃ اللہ علیہ:

وَھَلْ اَفْسَدَ الدِّیْنَ اِلَّا الْمُلُوْکُ وَ اَحْبَارُ سَوْءٍ وَ رُھْبَانُھَا

(دین میں فساد پیدا نہیں کیا مگر بادشاہوں نے اور علمائے سوء نے اور (جاہل) پیروں نے)

اور بقول علامہ اقبال ؎

باقی نہ رہی تیری وہ آئینہ ضمیری
اے کشتۂ سُلطانی و مُلّائی و پیری!

حضورِ رسالت ـ 10 ـ (VII)

مپرس از من کہ احوالش چسان است
زمینش بد گہر چوں آسمان است
بر آں مُرغے کہ پروردی بانجیر
تلاشِ دانہ در صحرا گران است

ترجمہ مجھ سے مت پوچھ کہ مسلمان کا حال کیسا ہے؟ (کیونکہ) اس کی زمین آسمان کی طرح (اس کے لیے) ناموافق ہے۔ (وہ ذلت کی زندگی بسر کر رہا ہے۔) اُس پرندے پر جس کی پرورش تم نے انجیر سے پرورش کی ہو، صحرا میں دانہ تلاش کرنا بھاری ہے۔

تشریح اے چارۂ بیچارگاں الصلوٰۃ والسلام علیک۔ آپ ہند کے مسلمانوں کے حالات نسیم سحر سے نہ سنیے اور نہ مجھ سے پوچھیے کہ مجھ سے وہ خونچکاں اور دلخراش نقشہ و منظر بیان نہ ہو سکے گا۔ دنیاوی حالات میں مسلمان غلام ابن غلام ابن غلام ہیں۔ ڈھور ڈنگروں سے بدتر زندگی گزار رہے ہیں۔ خدائی کے دعوے دار منحوس مغربی استعمار کے بوٹوں اور ابلیسی پالیسیوں کے دباؤ میں زندہ ہیں اور آخرت کا بھی معاملہ امید سے زیادہ بیم کی طرف جھکاؤ والا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی زندہ قوموں کی مدد کرتا ہے اور زندوں کا خدا ہے مردہ قومیں اور بے ضمیر انسانوں کی اللہ بھی مدد نہیں کرتا۔ ﴿یَاْکُلُوْنَ کَمَا تَاْکُلُ الْاَنْعَامُ﴾ والا معاملہ ہے۔ وہ مسلمان جو کبھی شرق وغرب پر حکمران تھا (برما سے سپین تک) وہ آج ہند میں اپنے حقوق اور آزادی کے لیے اٹھ کھڑا ہونے کی زحمت برداشت کرنے کو تیار نہیں۔ مغربی عالی دماغوں نے اُمت مسلمہ پر کس طرح ڈاکہ ڈال رکھا ہے وہ ابلیس کی زبانی ان اشعار میں خود عیاں ہے: ؎

ہوں، مگر میری جہاں بینی بتاتی ہے مجھے
جو ملوکیت کا اک پردہ ہو، کیا اس سے خطر!
ہم نے خود شاہی کو پہنایا ہے جمہوری لباس
جب ذرا آدم ہوا ہے خود شناس و خودنگر
کاروبارِ شہریاری کی حقیقت اور ہے
یہ وجودِ 'میر و سلطاں' پر نہیں ہے منحصر
مجلسِ ملت ہو یا پرویز کا دربار ہو
ہے وہ سلطاں، غیر کی کھیتی پہ ہو جس کی نظر

امریکہ دوستی کی آڑ میں پاکستان سے دشمنی کرتا ہے۔ دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ ہمارے سٹیک ہولڈرز نے اپنے ملکی مفادات کو پیچھے چھوڑ کر امریکی مفادات کو مقدم رکھا: ایوب بیگ مرزا

امریکہ دنیا میں اپنا غلبہ چاہتا ہے لیکن حقیقت میں اس کے پیچھے صہیونی مقاصد بھی ہیں جو کہ دجال کی عالمی حکومت سے تعلق رکھتے ہیں: رضاء الحق

میزبان: ڈاکٹر حبیب اسلم

پاکستانی سیاست اور امریکہ کی سازش یا مداخلت؟ کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: موجودہ فرعون امریکہ نے جس طرح پوری دنیا پر غلبہ حاصل کیا ہے اور مغلوب قوموں کے خلاف رجیم چینج کی پالیسی جس طرح وہ بناتا ہے اس کی تاریخ کیا ہے؟

رضاء الحق: آپ کے سوال میں تین نکات ہیں۔

1۔ عالمی غلبہ اور امریکہ کی خواہش۔

2۔ مغلوب قوموں پر امریکہ اپنا زور کیوں چلانا چاہتا ہے اور کیا صرف مغلوب قوموں پر ہی چلاتا ہے یا باقیوں کے خلاف بھی کوشش کرتا ہے۔

3۔ اس امریکی مداخلت کا کیا طریقہ کار ہے اور اس کی کیا تاریخ ہے۔

جہاں تک عالمی غلبہ کا تعلق ہے تو جب سے امریکہ نے طاقت پکڑی ہے بالخصوص دوسری جنگ عظیم کے بعد اس کے کچھ مقاصد ہیں۔ اس کا پہلا مقصد سپریم پاور آف دی ورلڈ بننا تھا جو کہ وہ بن گیا۔ سوویت یونین سامنے آیا تو اس کو توڑ دیا۔ پھر آگے بڑھنے کے لیے اس نے نائن الیون کروایا جس کے ذریعے وہ مسلمانوں کو زیر کر کے اگلی صدی میں بھی سپریم پاور کے طور پر داخل ہونا چاہتا ہے۔ پھر امریکہ کی اسٹیبلشمنٹ میں یہودی عنصر کا غلبہ ہے یعنی اسرائیل امریکہ کی گردن پر سوار ہے۔ IMF، ورلڈ بینک سمیت دیگر کئی ادارے اس لیے قائم کیے گئے تاکہ عالمی استعمار ان کو استعمال کر کے اقوام عالم کو مغلوب رکھ سکے۔ آج زیادہ تر قوموں کی نفسیات ایسی بن چکی ہے کہ انہیں کسی کی اشیر باد کے سہارے زندہ رہنا آسان نظر آتا ہے۔ اپنے تئیں خود ہمت کر کے، جواب دے کر زندہ رہنا کافی مشکل ہو چکا ہے۔ مسلمانوں کے تو کلمہ (لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ) میں ہی پہلے نفی اور اس کے بعد اثبات ہے۔ لیکن آج طاغوتی قوتوں کے سامنے لا کہنا بڑا مشکل بھی ہے اور محنت طلب بھی ہے۔ اس کے لیے بڑی جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ پھر امریکہ نے یہ سارے کام دشمنوں کی پیش بندی کے لیے کیے ہیں خاص طور پر چین، روس اور مشرق وسطیٰ کے حوالے سے، پھر ایشیا میں وہ انڈیا کو اشیر باد دے رہا ہے۔ یہ سب کچھ امریکہ اپنے عالمی غلبہ کے لیے کر رہا ہے اور اس کے پیچھے صہیونی مقاصد بھی ہیں لیکن چونکہ آج سوشل میڈیا کے ذریعے ہر خبر عوام تک پہنچ رہی ہے اس لیے امریکہ دو باتوں سے خوف کھاتا ہے۔ ایک یہ کہ ممالک اپنی آزاد خارجہ پالیسی نہ بنائیں۔ چین نے جب اپنی آزاد خارجہ پالیسی بنانے کی کوشش کی تو امریکہ نے اپنا اثر ورسوخ استعمال کرتے ہوئے مشرقی چین میں رجیم تبدیل کروائی لیکن اس کے بعد وہ چین کے معاملے میں کامیاب نہ ہو سکا اور چین نے بھرپور دفاع کیا۔ اسی طرح کا معاملہ روس کا تھا۔ یوکرائن میں امریکہ نے دو مرتبہ رجیم تبدیل کی لیکن اب وہاں روس نے اپنا قبضہ جما لیا ہے۔ پاکستان کے معاملے میں دیکھیں تو امریکہ کا کردار واضح ہے۔ کم از کم چار ادوار ایسے ہیں جن میں امریکی مداخلت کھل کر سامنے آتی ہے۔ پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان کو شہید کروانے میں بھی امریکہ کا ہاتھ تھا کیونکہ لیاقت علی خان نے قرارداد مقاصد پاس کی اور پھر انہوں نے امریکی دورے کے دوران اسرائیل کو تسلیم کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ دوسری مثال ذوالفقار علی بھٹو کی ہے۔ ان کے خلاف تحریک چلی اور پھر ان کو کرسی سے اتارا گیا اور پھانسی دی گئی۔ کیونکہ انہوں نے اسلامی کانفرنس بلائی تھی اور پاکستان کو ایٹمی طاقت بنانے کی بات بھی کی تھی۔ اس پر ہنری کسنجر نے بھٹو کو باقاعدہ دھمکیاں دیں۔ پھر 1999ء میں نواز شریف کے خلاف جو کچھ ہوا وہ بھی ایک پورے پلان کا حصہ تھا کہ نائن الیون کے بعد کس طرح کی رجیم چاہیے جس سے باتیں منوائی جا سکتی ہیں۔ پھر اسی مشرف کو جب 2007ء میں رخصت کرنا تھا تو پھر پورا این آر او کا سلسلہ چلایا گیا اور ایک رجیم تبدیل کی گئی۔ عمران خان حکومت کے حوالے سے بھی سب مانتے ہیں کہ امریکہ نے مداخلت کی ہے۔ یہاں کے لوگ جانتے بوجھتے اس سازش کا حصہ بنے یا نہیں وہ ایک الگ بحث ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ زیادہ تر لوگ جانتے بوجھتے کسی بیرونی یا اندرونی سازش کا حصہ نہیں بنتے۔ لیکن اگر سی آئی اے کی رجیم چینج کی پلے بک کو دیکھا جائے تو 1946ء سے لے کر 2000ء تک امریکہ نے 81 ممالک میں رجیم چینج کی۔ 81 تو وہ ہیں جو سی آئی اے خود مان چکا ہے۔ باقی اُس نے پوری دنیا میں رجیم بدلنے کی کوشش کی۔ بہر حال رجیم چینج کے لیے ان کو اندرونی آلہ کار چاہیے ہوتے ہیں جن کو وہ استعمال کرتے ہیں۔ رجیم چینج کے اس امریکی طریقہ کار کو سمجھنے کے لیے چلی بہترین مثال ہے جہاں پہلے اس نے اپوزیشن کو ابھارا، پھر این جی اوز کو استعمال کیا، پھر میڈیا کے ذریعے ایک رائے عامہ ہموار کی کہ حکومت بالکل ناکام ہو چکی ہے اور ہمیں نئی حکومت کی ضرورت ہے، پھر کچھ قومی اداروں کو بھی استعمال کیا

گیا۔اس کے ساتھ کچھ دشمن ممالک کو بھی ایسے استعمال کیا گیا تا کہ سکیورٹی ایشو بھی پیدا ہو جائے۔ پھر امریکہ اور اس کے اتحادی ممالک کے سفارت کاروں نے وہاں جا کر مداخلت کی اور دھمکیاں دیں۔ پھر بین الاقوامی اداروں کو شکنجہ کسنے کا کہا گیا۔اس طرح آخر کار چلی کے پاس کوئی دوسرا راستہ نہ رہا اور وہاں رجیم چینج ہو گئی۔ کچھ ممالک میں رجیم چینج نہیں ہوئی مگر انتشار ضرور پھیلا جیسا کہ شام۔

سوال: پاکستان میں رجیم چینج کرنے کی امریکہ کو کیوں ضرورت پیش آئی اس کا کیا پس منظر ہے؟

ایوب بیگ مرزا: پاکستان اور امریکہ کے تعلقات ہمارے نزدیک قیام پاکستان سے چند ماہ پہلے ہی قائم ہو گئے تھے۔جس کا ذکر آگے چل کر ہوگا۔اس کے بعد ان دونوں ممالک کے تعلقات میں اتار چڑھاؤ آتے رہے۔ امریکہ نے پاکستان کا حلیف ہونے کے باوجود ایسا کردار ادا کیا جس کو ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ پاکستان کا دوست تھا لیکن نہیں تھا۔ اس نے ایسا انداز اختیار کیا ہوا تھا کہ وہ پاکستان کا دوست کہلائے لیکن پاکستان کو ہمیشہ اپنی گرفت میں رکھے۔ 1962ء میں بھارت چین سرحدی جھڑپیں ہوئیں تو امریکہ نے پاکستان سے زیادہ اسلحہ بھارت کو دے دیا تا کہ پاکستان بھارت پر حملے کی پوزیشن میں نہ آ جائے۔ یعنی وہ پاکستان کو دوست کم اور غلام زیادہ رکھنا چاہتا تھا۔اس کے بعد جب ہمارے ہاں کرپشن اور ہوس اقتدار نے بدترین صورت اختیار کی تو ہمارے سیاستدان اور بیوروکریٹ اپنی لالچ کے تحت امریکی مفادات کا تحفظ کرتے رہے۔بعض تاریخی حوالاجات کے مطابق قیام پاکستان سے چند ماہ قبل جب امریکی سینیٹرز کے ایک وفد نے قائداعظم سے ملاقات کی اور قائداعظم نے خطے میں امریکی مفادات کے تحفظ کی یقین دہانی کرائی تھی۔ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں تھا کہ پاکستان کے مفادات کو گنوا کر امریکہ کے مفادات کا تحفظ کرنا ہے۔لیکن ہم نے اپنے مفادات کو پیچھے چھوڑ کر امریکی مفادات کو مقدم رکھا۔ امریکہ نے روس کی جاسوسی کے لیے باقاعدہ پاکستان کی زمین استعمال کی جس پر روس نے پاکستان کو تنبیہ کی۔جب ایوب خان کا مارشل لاء لگا تو یہ توقع تھی کہ اب پاکستان اپنے مفادات کا تحفظ کرے گا اور شروع میں پاکستان کافی مضبوط ہوتا نظر آیا لیکن بعد میں ہم بری طرح گرے اور امریکی مفادات کا تحفظ شروع کر دیا۔ پھر جب سوویت یونین نے افغانستان پر حملہ کیا تو ہم نے امریکہ کے سپاہی کا کردار ادا کیا۔پھر مشرف کے دور میں بھی ایسا ہی کیا۔ان تمام معاملات کو سامنے رکھیں تو یہی لگتا ہے کہ امریکہ نے اپنے مقاصد کے لیے ہمیں استعمال کیا اور ہم نے بھی اس کے مفادات میں استعمال ہونا بہتر سمجھا۔یعنی اپنے سیاسی حریفوں کو شکست دینے کے لیے اور اقتدار اور دولت کی ہوس میں ہم نے پاکستان کو امریکہ کے پاس گروی رکھ دیا۔ عمران خان کے دور میں لگتا تھا کہ پاکستان ایک آزاد خارجہ پالیسی کی طرف جا رہا ہے۔چین سے تعلقات میں مزید بہتری اور پھر روس کے ساتھ تعلقات بنانے کی کوشش کی گئی۔ خاص طور پر جب روس نے یوکرائن پر حملہ کیا اس وقت ہمارے وزیراعظم نے روس کا دورہ کیا جو بالکل واضح

> 1946ء سے لے کر 2000ء تک امریکہ نے 81 ممالک میں رجیم چینج کی اس کے لیے امریکہ کو اندرونی آلہ کار چاہیے ہوتے ہیں جن کو وہ استعمال کرتا ہے۔

اشارہ تھا کہ ہمارا جھکاؤ اب روس کی طرف ہے۔دورۂ روس کے حوالے سے یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ اگر ہم اتنے مضبوط نہیں تھے تو پھر اتنی بڑی طاقت سے ٹکر نہیں لینی چاہیے تھی لیکن دوسری طرف دیکھیں تو آخر کسی کو تو یہ ٹکر لینی ہی تھی ورنہ ہم جھکتے جھکتے سجدے کی حالت تک پہنچ گئے تھے۔ چنانچہ پھر حکومت کا خاتمہ ہوا اور ہماری نئی حکومت نے امریکی غلامی کا قلادہ اپنی گردن میں سجا لیا۔لیکن جب بھی وقت آیا کہ پاکستان اس غلامی کے قلادے کو اُتار پھینکنے میں کامیاب ہو گیا تو پھر روس جانے کا اقدام بہت مفید ثابت ہوگا۔ کیونکہ اس وقت بھی روس نے کھلی بانہوں سے ہمارا استقبال کیا۔اس نے ہمیں تیس فیصد کم پیسوں پر تیل اور گندم دینے پر آمادگی کا اظہار کر دیا تھا۔ اب ہم نے تیس ملین گندم بہت مہنگے ریٹ پر لی ہے جس کا پورا بوجھ ہمارے خزانے پر پڑے گا۔ بہر حال یہاں بھی ہمارے سیاستدانوں نے صرف امریکہ کی مدد حاصل کرنے کے لیے اپنے مفادات کو ترجیح دی اور اس کی مدد سے حکومت کا تختہ اُلٹ دیا۔ میں کہتا ہوں کہ نئی حکومت بھی روس سے یہ چیزیں سستے ریٹ پر خرید سکتی تھی لیکن نئی حکومت والے تو روس کا نام لینے سے ڈر رہے ہیں۔پھر نئی حکومت نے امریکہ کی پسند کا ایک اور کام کیا ہے کہ یمن کے معاملے میں سعودی عرب کی حمایت کی یقین دہانی مشترکہ اعلامیہ میں کرا دی ہے۔اس سے ایران، روس اور چین ناراض ہوں گے۔حالانکہ شروع سے ہماری پالیسی یہ تھی کہ اگر کسی طاقت نے حرمین شریفین کی طرف نظر بد سے دیکھا تو ہم سعودی عرب کی مدد کو جائیں گے وگرنہ ہم ان کے خارجی معاملات میں کوئی دخل نہیں دیں گے۔

سوال: ہمارا معاشرہ پولرائزیشن کی طرف بڑھ رہا ہے۔ پولرائزیشن کے منفی پہلو ہی ہیں یا کوئی مثبت پہلو بھی سامنے آ سکتا ہے؟

رضاء الحق: پولرائزیشن ایک انتہائی سطح کی بات ہے، اس سے کم لیول پر بھی بات کر سکتے ہیں۔اس کا طریقہ یہ ہے کہ آپ اختلاف رائے رکھتے ہیں۔ پولرائزیشن ایک سنسنی خیزی کا طریقہ ہے اور یہ خاص مقاصد کے لیے بالخصوص میڈیا ٹولز میں آزمایا جاتا ہے تا کہ زیادہ سے زیادہ سنسنی خیزی پھیلائی جا سکے اور کسی معاملے کو حساس بنا کر پیش کیا جا سکے۔ بالخصوص یہ ہتھکنڈا ہائبرڈ وار میں استعمال کیا جاتا ہے جیسے شام میں رجیم چینج کے لیے اس کو استعمال کیا گیا کہ پہلے وہاں اختلاف رائے کو ہوا دی گئی۔ پھر امریکہ نے مداخلت شروع کر دی اور کچھ لوگوں کو بشار الاسد کے خلاف کھڑا کیا اور اسلحہ بھی دیا۔اس طرح امریکہ نے شام میں پولرائزیشن پیدا کی۔ پاکستان کے معاملے میں بھی امریکہ نے مداخلت کی جس کو سب مانتے ہیں۔ سابقہ حکومت، عسکری قیادت حتیٰ کہ موجودہ وزیراعظم نے بھی کہا کہ مداخلت ہوئی لیکن وہ اس کو سازش نہیں سمجھتے۔ امریکہ کی پالیسیز اس طرح کی ہوتی ہیں کہ ان میں کئی مرتبہ انسان نادانی اور لاعلمی میں اس کا آلہ کار بن جاتا ہے۔ پاکستان کی نئی حکومت کے بارے میں ہماری دعا ہے کہ وہ کامیاب ہو کیونکہ وہ ہماری اپنی حکومت ہے لیکن جو قومی موقف ہیں وہ ہرگز نہیں بدلنے چاہئیں مثلاً کشمیر کے بارے میں ہمارا اصولی موقف ہے کہ اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق رائے شماری ہو۔پھر جب انڈیا نے 5اگست 2019ء میں کشمیر کے سپیشل سٹیٹس کو ختم کیا تو اس کے بعد ہمارا موقف یہی تھا کہ جب تک انڈیا اس سٹیٹس کو بحال نہیں کرتا اس وقت تک اس کے ساتھ تعلقات بحال نہیں ہو سکتے۔لیکن اب ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ ہم انڈیا سے تعلقات بہتر بنانے کا پروگرام بنا رہے ہیں جس کا واضح مطلب ہے کہ ہم کشمیر کے سپیشل سٹیٹس کے حوالے

سے انڈیا کے فیصلے کو تسلیم کر رہے ہیں۔ بہرحال حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے درمیان تلخیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اگر پولرائزیشن بہت زیادہ بڑھادی جائے تو خدانخواستہ civil unrest کی طرف بھی بات جاسکتی ہے۔ ان معاملات کو حل کرنے کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ اپنے اندر برداشت پیدا کی جائے۔ تنقید کو برداشت کرنا چاہیے یہ تمام اداروں اور سیاسی جماعتوں اور لوگوں کی ذمہ داری ہے۔ پھر اخلاقیات کا دائرہ پار نہیں کرنا چاہیے یعنی ذاتیات پر نہیں اترنا چاہیے۔ جتنا جلدی ہو سکے نئے شفاف انتخابات کروادیں۔ پھر اس مداخلت کے معاملے پر تحقیق ہونی چاہیے لیکن پھر وہی بات کہ تحقیق کون کرے گا۔ سپریم کورٹ کے تحت اس کی تحقیقات کروالی جائیں۔ اس کے بہت سارے فائدے ہیں۔ مثلاً اداروں پر لوگوں کا اعتماد دوبارہ بحال ہو جائے گا۔ سیاسی افراتفری بھی کم ہو جائے گی۔

سوال: لوگوں میں برداشت کا مادہ بہت کم ہو چکا ہے۔ وہ فوری طور پر لیبل لگا دیتے ہیں کہ یہ فلاں جماعت کا ہے وہ فلاں جماعت کا ہے اور یہ آج کا معاملہ نہیں ہے بلکہ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے زمانے میں بھی ایسا ہوتا تھا۔ وہ بھی حق بات بیان کرتے تو لوگ ان پر بھی لیبل لگاتے تھے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے اور اس سے بچنے کے لیے ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

ایوب بیگ مرزا: کوئی بھی باشعور شہری اپنے ملک کی سیاست سے الگ تھلگ نہیں رہ سکتا۔ اس میں شدت اس وقت آتی ہے جب آپ کسی نظریے کی بجائے اپنے آپ کو کسی شخصیت یا جماعت سے یوں جوڑ لیتے ہیں کہ جیسے وہی عدل کی کسوٹی ہو۔ یعنی وہ شخصیت یا جماعت جو بات بھی کہے تو وہ حق ہے جبکہ دوسرا کوئی کہے تو وہ غلط ہے۔ حالانکہ تمام انسانوں میں صرف انبیاء کو یہ فضیلت حاصل تھی کہ ان کی ہر بات حق پر مبنی ہوتی تھی۔ اس کے علاوہ ہر انسان سے غلطی اور خطا ہو سکتی ہے۔ کوئی کسی بھی سیاسی جماعت سے وابستگی کو حق و باطل کا معیار نہ سمجھ لے۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اس حوالے سے بہت بہترین طریقہ کار استعمال کیا تھا۔ ان کے دور میں پاکستان پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ نون آمنے سامنے ہوتی تھیں۔ ڈاکٹر صاحب سیاسی جماعتوں کے معاملے میں عدل کو ملحوظ خاطر رکھتے اور اگر کوئی اچھا کام پیپلز پارٹی کرتی تو اُس کی حمایت کرتے اور اگر مسلم لیگ نون کرتی تو اُس کی تعریف کرتے۔ لوگوں کو اس معاملے میں عدل کا معیار قائم رکھنا چاہیے کہ جو بات کہی جارہی ہے اس میں کتنی صداقت ہے۔ مثال کے طور پر میں اگر کسی جماعت کے اچھے کام کی تعریف کرتا ہوں تو کوئی مجھے اس جماعت کا کارکن سمجھتا ہے تو یہ زیادتی ہے۔ بعض لوگوں کا معاملہ یہ ہوتا ہے کہ ان کے رجحان کے مطابق بات کی جائے تو وہ بہت خوش ہوتے ہیں اور تعریف کرتے ہیں لیکن جونہی ان کے رجحان کے خلاف بات ہو گی تو اس کو کسی نہ کسی جماعت سے جوڑ دیتے ہیں۔ یہ طریقہ کار مناسب نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس کا اچھی طرح جائزہ لینا چاہیے، اچھی طرح تجزیہ کرنا چاہیے اور خود دیکھنا چاہیے کہ کیا یہ بات سچ ہے۔ ہر آدمی یہ اصول بنالے کہ میں ہمیشہ حق و سچ کی حمایت کروں گا اور غلط بات کی مخالفت کروں گا چاہے وہ کسی بھی جماعت میں ہو۔ ہر آدمی کو اپنے اندر برداشت اور سوچ و فکر میں توازن پیدا کرنا چاہیے۔ یعنی باشعور شہری کو سیاسی طور پر معتدل ضرور رہنا چاہیے۔

سوال: اس وقت قوم پولرائزڈ ہے۔ یہاں اسلام کو غالب کرنے کی جدوجہد کرنے والا باقاعدہ ایک طبقہ ہے یعنی اسلام پسند طبقہ ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کہتے تھے کہ اپنا کام کرو لیکن دوسروں کے کام کی بھی قدر کرو۔ یعنی اعتدال پر قائم رہو۔ اس کا کیا طریقہ ہے؟

رضاء الحق: ڈاکٹر صاحبؒ کا جو منہج ہے وہ چودہ سو سال کی لڑی ہے جو چلتی آرہی ہے جو منصوص، مسنون، ماثور اور معقول بھی ہے۔ دین کا جامع تصور یہ ہے کہ اسلام کے دو بڑے گوشے ہیں ایک انفرادی اور دوسرا اجتماعی۔ عام طور پر لوگ انفرادی گوشے کی طرف توجہ دیتے ہیں اور اجتماعی گوشے کو بھول جاتے ہیں۔ قرآن پاک میں آتا ہے: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ص﴾ (البقرہ: 208) ''اے اہل ایمان! اسلام میں داخل ہو جاؤ پورے کے پورے۔''

یعنی اسلام کے سیاسی، سماجی اور معاشی تمام گوشوں میں داخل ہو جاؤ۔ اسی طرح دین کے فرائض کا بھی ایک جامع تصور موجود ہے۔ اس میں ہم نے انفرادی طور پر خود کو بہتر بنانا ہے۔ پھر دوسروں کو خیر کی دعوت دینا ہے یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کو ادا کرنا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تم میں جو شخص برائی کو دیکھے وہ اسے اپنے ہاتھ (طاقت) سے بدلے، اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو زبان سے (منع کرے) اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے (برا جانے)، اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔'' (صحیح مسلم)

اور یہ قرآن و حدیث کا ہم سے تقاضا ہے۔ اس سے اگلا مرحلہ اقامت دین کی جدوجہد ہے۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ ایک حدیث کا حوالہ دیا کرتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''دین خیر خواہی کا نام ہے''۔ ہم (صحابہؓ) نے کہا (خیر خواہی) کس کے لیے ہو؟ آپؐ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے لیے، اُس کی کتاب کے لیے، اُس کے رسول ﷺ کے لیے، مسلمانوں کے حکمرانوں اور عوام کے لیے۔'' (صحیح بخاری)

گویا مسلمانوں کے لیڈروں اور عوام کے ساتھ تمام طبقات کو نصح و خیر خواہی کا معاملہ کرنا چاہیے۔ یعنی اُن کو نصیحت کرنا اور اچھا مشورہ دینا۔ یہ کام کسی ایک گروہ کا نہیں بلکہ دینی اور مذہبی جماعتوں کا بھی کام ہے اور تمام ان لوگوں کا کام ہے جو کسی نہ کسی جگہ اپنا رول ادا کر رہے ہیں۔

❁❁❁

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر راجپوت فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 29 سال، تعلیم بی ایس سافٹ ویئر انجینئر، ویوز کمپنی بند آفس میں اسسٹنٹ منیجر کے لیے دینی مزاج کی حامل تعلیم یافتہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ (بھائی): 0321-9469384
(والد): 0321-4197298

☆ لاہور میں رہائش پذیر نیک شخص کو عقد ثانی (پہلی بیوی فوت)، عمر 57 سال، ذاتی گھر، گورنمنٹ جاب کو عقد ثانی کے لیے نیک سیرت و خوبصورت کنواری، بیوہ، مطلقہ خاتون کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0300-4595006

☆ لاہور میں رہائش پذیر راجپوت فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 34 سال، تعلیم ایم فل مینجمنٹ، قد 5.5 کے لیے دینی مزاج کے حامل شخص کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0321-7629702

19 سال بعد جنگ بندی

ڈاکٹر ضمیر اختر خان

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی موجودہ شرعی عدالت نے 28 اپریل 2022ء کو 19 سال بعد سود کے خلاف تاریخی فیصلہ دے کر اللہ اور رسول ﷺ کی طرف سے اعلان جنگ کے خاتمہ کا مستحسن اقدام کیا ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ دیر آید درست آید کے مصداق 19 سال بعد اعلان جنگ بندی کے اس فیصلے کی حکومت وقت پاسداری کرے گی اور اس پر عمل درآمد کو یقینی بنائے گی۔ مسلم لیگ (ن) کی نوزائیدہ حکومت کے لیے یہ ایک نادر موقع ہے کہ وہ اپنے گزشتہ ادوار حکومت میں کیے گئے غلط فیصلوں کی تلافی کرے جو اس کے لیے ''توبة النصوح'' بن جائے گی۔ وفاقی شرعی عدالت کے اکتوبر 1991ء کے تاریخ ساز فیصلے پر عمل درآمد ہو جاتا یا شریعت اپیلیٹ بنچ کے دسمبر 1999ء کے فیصلے کو ہی قبول کر لیا جاتا تو اب تک سود جیسے کبیرہ گناہ سے پوری ملت اسلامیہ پاکستان بچ جاتی۔ مگر افسوس صد افسوس کہ ہم نے وقت ضائع کیا اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے اعلان جنگ کو خاطر میں نہ لائے۔ اب ایک بار پھر اللہ نے ہمیں موقع دیا ہے کہ ہم اس معاملے میں سنجیدگی دکھائیں اور خلوص نیت سے موجودہ فیصلے پر عمل درآمد کا فوری طور پر آغاز کر دیں اور شرعی عدالت نے جو وقت معین کیا ہے اس کے اندر اندر اس عظیم کام کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں۔

اس ضمن میں حکومت کی مدد کے لیے ملک کے مقتدر حلقوں کو بھی اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ ہر ادارے کے افراد مسلمان ہونے کی حیثیت سے اس کے مکلف ہیں۔ جس کے پاس جتنا زیادہ اختیار ہے وہ اس حوالے سے زیادہ مسئول ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں ہر ایک نے جلد یا بدیر پہنچنا ہے۔ اللہ ہر ایک سے اس کے مقام و مرتبے کے اعتبار سے حساب لے گا۔ وہ مرحلہ بہت کٹھن ہو گا جس کا تصور کر کے سرور عالم ﷺ کی ڈاڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی۔ ملک کی اعلیٰ عدالتوں کو وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے پر عمل کرانے کے لیے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ افواج پاکستان کو جنگی بنیادوں پر اس اہم ملی معاملے پر عمل درآمد کرانے میں اپنا حصہ ڈالنا چاہیے۔ دینی سیاسی جماعتوں کو اس فیصلے پر عمل درآمد کو اپنی ترجیح اوّل بنانا چاہیے۔ اس ضمن میں تنظیم اسلامی اور جماعت اسلامی نے پہلے ہی فعال کردار ادا کیا ہے۔ دیگر دینی و سیاسی جماعتوں کو بھی سامنے آنا چاہیے۔ بالخصوص جمعیت علماء اسلام کے امیر مولانا فضل الرحمن سے درخواست ہے کہ وہ ضرور اس کار خیر میں اپنا حصہ ڈالیں۔ حکومت اگر ترغیب و تشویق سے نہ مانے تو ایک ملک گیر بھرپور تحریک چلا کر حکومت کو اس فیصلے پر عمل کے لیے مجبور کیا جائے۔ موجودہ فیصلے میں یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ بہت سے غیر مسلم ممالک جن میں چین بھی شامل ہے بلاسود مالی معاملات میں دلچسپی رکھتے ہیں اور انہوں نے سود کے بغیر تجارتی معاملات کی پیش کش بھی کی ہے۔ بحیثیت مسلمان ہمارے لیے یہی کافی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ہم سودی معاملات فی الفور چھوڑ دیں۔ اگر ہم صدق دل سے اپنے پروردگار کا حکم مانیں گے تو وہ ہمیں اپنی بے پایاں رحمتوں سے نوازے گا۔

وفاقی شرعی عدالت کے موجودہ فیصلے اور سابقہ (1991ء) فیصلے کا تقابلی جائزہ لیا جائے تو ان میں زیادہ فرق نہیں ہے۔ گزشتہ فیصلے میں عدالت نے نہ صرف یہ کہ سود کی ایسی تعریف متعین کی جسے معیار بنا کر مروجہ نظام معیشت میں پائے جانے والے سودی معاملات اور آئین/دستور میں مذکور سودی دفعات کا جائزہ لیا جا سکتا تھا، بلکہ رائج تمام سودی قوانین (22 قوانین) کا جائزہ لے کر بینکنگ سمیت تمام سودی لین دین کو حرام قرار دیا اور وفاقی حکومت اور تمام صوبوں سے بھی کہا کہ وہ 30 جون 1992ء تک متعلقہ قوانین میں تبدیلی کر لیں اور یہ بھی کہ یکم جولائی 1992ء سے تمام سودی قوانین غیر آئینی ہو جائیں گے اور تمام سودی کاروبار غیر اسلامی ہونے کی بنا پر ممنوع قرار پائے گا۔ اس فیصلے پر عمل کرنے کے لیے ایک سال کی مدت دی گئی تھی جبکہ موجودہ فیصلے میں 5 سال کی مدت کا تعین کیا گیا ہے جو کہ بہت زیادہ ہے۔ اگر شریعت اپیلیٹ بنچ سے درخواست کی جائے کہ وہ وفاقی شرعی عدالت کی دی گئی 5 سال کی مدت کو کم کر کے 3 سال کر دے تو زیادہ مناسب ہو گا۔ اگر نیت درست ہو اور یہ احساس ہو کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے تو اس فیصلے پر جلد از جلد عمل کی کوشش کی جائے نہ کہ تاخیر کر کے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لی جائے۔

ہم تو یہ بھی درخواست کریں گے کہ وفاقی شرعی عدالت کو از خود نوٹس لے کر ملک سے تمام غیر شرعی قوانین کے خاتمے کے لیے اپنا شرعی فریضہ ادا کرنے کی طرف پیش رفت کرنی چاہیے۔ اس حوالے سے جماعت اسلامی، تنظیم اسلامی اور جمعیت علماء اسلام کے علاوہ ملی یکجہتی کونسل اور تمام دینی و مذہبی جماعتوں کو بھی مل کر عوامی آگاہی کے ساتھ ساتھ شرعی عدالت کی مدد کرنی چاہیے جس طرح سود سے متعلق فیصلے کے سلسلے میں بھرپور معاونت کی گئی۔ ملکی قوانین کو اسلامی تعلیمات کے مطابق بنانے کے لیے اسلامی نظریاتی کونسل نے پہلے ہی کام مکمل کیا ہوا ہے۔ اس پر کافی محنت ہوئی ہے اور قوم کا سرمایہ بھی لگا ہے۔ اس سے بھرپور فائدہ اٹھایا جائے۔ سود کے خاتمے سے جس طرح نظام معیشت کی اصلاح کا بڑا کام ہو گا اسی طرح ملک میں رائج عائلی قوانین کو اسلام کے احکام سے ہم آہنگ بنانے سے سماجی نظام کی بہتری ہو گی۔ دیگر قوانین جیسے قصاص، حدود اور اسلامی تعزیرات کے نفاذ کے ساتھ وراثت سے متعلق اسلامی قوانین کے اجراء سے اسلام کا معاشرتی نظام مضبوط بنیادوں پر استوار ہو گا اور پوری دنیا کے لیے مثال بنے گا۔ ان شاء اللہ

❁❁❁

سیدہ ہند بنت عمرو رضی اللہ عنہا

فرید اللہ مروت

نام ونسب

نام ہند، والد کا نام عمرو بن حرام، بھائی کا نام عبداللہ بن عمرو بن حرام تھا۔ سیدہ ہند رضی اللہ عنہا حدیث کے مشہور و معروف راوی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھیں۔

سیدہ ہند رضی اللہ عنہا کا تعلق قبیلہ خزرج کی شاخ بنوسلمہ سے تھا۔

ہندؓ بنت عمرو بن حرام بن ثعلبہ بن حرام بن کعب بن غنم بن سلمہ بن علی بن اسد بن سارده بن یزید بن جشم بن خزرج۔

شادی

حضرت ہند کی شادی سید الانصار حضرت عمروؓ بن جموع سے ہوئی۔

عمرو رضی اللہ عنہ بن جموع زمانہ جاہلیت میں یثرب کے سردار تھے اور ان کا شمار انصارِ مدینہ کے معززین میں ہوتا تھا۔

سیدہ ہندؓ اور خاوند کا قبول اسلام

نبی کریم ﷺ نے سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو اہل مدینہ کو دینی احکام کی تعلیم کے لیے مدینہ منورہ بھیجا۔ ان کی دعوت سے اسلام پھیلا۔ انہوں نے اہل مدینہ کو قرآن پڑھ کر سنایا۔ قرآن سن کر اہل مدینہ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ سیدہ ہندؓ اور ان کے فرزند حضرت معاذ رضی اللہ عنہ ہجرت نبوی سے پہلے سعادت اندوز اسلام ہوئے۔ جبکہ حضرت عمرؓ و بن جموع ہجرت نبوی کے بعد (غزوۂ بدر سے کچھ عرصہ پہلے) مسلمان ہوئے۔

حضرت ہند رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت عمروؓ بن جموع کا شمار انصار کے جلیل القدر صحابہؓ میں ہوتا ہے لیکن حضرت ہند رضی اللہ عنہا کو تقدم فی الاسلام میں ان پر فضیلت حاصل ہے۔

سیدہ ہند رضی اللہ عنہا کے تین بیٹے معوذ، معاذ اور خلاد پہلے ہی حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر دین اسلام قبول کر چکے تھے لیکن ان کے باپ کو علم نہیں تھا۔ سیدہ ہند رضی اللہ عنہا کے بیٹے سیدنا مصعب بن عمیرؓ کی مجالس میں بڑی پابندی سے شریک ہوا کرتے تھے اور وہاں سے قرآنی آیات سیکھ کر اپنی والدہ کو سکھاتے تھے۔

حضرت عمروؓ بن جموع نے اپنی بیوی سے کہا: ”ذرا کڑی نگاہ رکھنا کہ کہیں تیرے بیٹے مکہ سے آنے والے آدمی سے نہ ملنے پائیں، وہ انہیں خراب کر دے گا۔ اگر ان کا جادو ان پر چل گیا تو یہ بیٹے ہمارے کام کے نہیں رہیں گے۔“

حضرت ہند رضی اللہ عنہا نے کہا: ”آپ مطمئن رہیں۔“

عمروؓ بن جموع نے حبشہ سے ایک عمدہ لکڑی لا کر ایک بت بنایا، اس کا نام مناۃ رکھا۔ عمدہ لباس پہنایا اور اعلیٰ خوشبو سے مہکایا۔ روز اس کی پوجا کرتا تھا۔ ایک رات ان کے بیٹے معاذ بن عمروؓ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کے ہمراہ بت کو کوڑے کے ڈھیر پر پھینک آئے۔ عمرو بن جموع صبح اٹھے تو بت غائب تھا۔ غصے کی حالت میں گھر والوں سے پوچھا اور تلاش کرتے ہوئے کوڑے کے ڈھیر سے واپس لائے۔ گندگی سے صاف کیا، خوشبو لگائی۔ بت سے کہا کہ جس نے آپ کے ساتھ یہ ظلم کیا میں ضرور اس سے انتقام لوں گا۔ پھر ایک تلوار بت کے گلے میں ڈال دی اور کہا کہ اس سے اپنا دفاع کرنا اور اپنے دشمن کا کام تمام کر دینا۔

دوسری رات پھر معاذ بن جبلؓ اور ان کے بیٹوں نے بت کو کوڑے پر پھینک دیا اور ایک مرا ہوا کتا بھی اس کے ساتھ باندھ لیا۔

عمروؓ بن جموع صبح اٹھے، پھر بت غائب تھا۔ جب آپؓ نے دیکھا کہ بت گندگی کے ڈھیر پر پڑا ہے اور اس کی گردن کے ساتھ مرا ہوا کتا بھی بندھا ہوا ہے۔ آپؓ نے کہا کہ یہ بت تو اپنا دفاع نہیں کر سکتا اور وہ اپنی تذلیل پر خوش ہے۔ اسے وہیں گندگی میں پڑا چھوڑ کر اور غمزدہ گھر آئے۔ بیوی اور بیٹوں نے پریشانی کی وجہ پوچھی۔ آپؓ نے بیوی سے کہا کہ میں نے بچوں پر نگاہ رکھنے کا کہا تھا۔ بیوی نے کہا کہ میں نے آپ کی ہدایت پر عمل کیا البتہ ایک دن معاذ نے اس مکی مبلغ کی کچھ باتیں سن لی تھیں۔

حضرت عمروؓ بن جموع نے حضرت معاذ کو بلایا اور کہا کہ جو کچھ آپ نے مکہ سے آنے والے مبلغ سے سنا ہے، وہ مجھے بھی سناؤ۔

حضرت معاذؓ نے تعوذ، تسمیہ کے بعد پوری سورۃ فاتحہ سنائی۔ حضرت عمروؓ پر کلام اللہ کا بڑا اثر ہوا اور کہا کہ یہ کلام کتنا دلکش، دلفریب اور خوبصورت ہے۔

حضرت عمروؓ بن جموع نے کہا: ”تم سب گواہ رہنا، میں نے ایمان قبول کر لیا ہے اور میں تمہارے روبرو گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ آپؓ کے ایمان لانے سے پورا خاندان مسرت و شادمانی سے جھوم اٹھا۔ رسول اللہ ﷺ نے آپؓ کے بارے کہا تھا: ”مجھے اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ تم میں سے ایسے افراد بھی ہیں کہ اگر وہ اللہ پر قسم ڈال دیں تو اللہ ان کی لاج رکھ لے، ان میں سے ایک عمروؓ بن جموع ہیں۔ میں نے اسے دیکھا کہ وہ جنت میں لنگڑاتا ہوا چل رہا ہے۔“

فضائل ومناقب

حضرت ہند رضی اللہ عنہا بڑی راسخ العقیدہ مسلمان تھیں اور ان کو سرور دو عالم ﷺ سے بے پناہ محبت اور عقیدت تھی۔ 3 ہجری میں غزوۂ احد کے موقع پر انہوں نے صبر واستقامت، جوش ایمان اور حبِ رسول ﷺ کا ایسا حیران کن مظاہرہ کیا کہ تاریخ میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

خاوند، بیٹے اور بھائی کی شہادت

غزوۂ احد میں حضرت ہند رضی اللہ عنہا کے شوہر حضرت عمروؓ بن جموع، بیٹے حضرت خلاد بن عمرو رضی اللہ عنہ اور بھائی حضرت عبداللہؓ بن عمرو بن حرام تینوں نے مردانہ وار لڑ کر شہادت پائی۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جنگ احد میں میرے والد کی لاش کو لایا گیا۔ اس کا مثلہ کر دیا گیا تھا یعنی اس کے ناک کان کٹے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے ان کی لاش سے کپڑا اٹھایا اور فرمایا کہ فرشتے اپنے پروں سے اس پر سایہ کیے ہوئے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ہند رضی اللہ عنہا اونٹ

اپنے ساتھ لے گئی تھیں۔ اس پر اپنے شوہر، فرزند اور بھائی کی لاشیں لاد کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئیں۔ راستے میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ملیں جو چند خواتین کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خبر گیری کے لیے میدان اُحد کی طرف آ رہی تھیں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے حضرت ہند رضی اللہ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خیریت دریافت کی۔ انہوں نے کہا: ’’الحمد للہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بخیریت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مقبول اور مومنوں کا دفاع کیا ہے اور کچھ اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ نے شہادت سے سرفراز کیا ہے۔ یہ کہتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہا رو پڑی۔ اور کہا کہ یہ لاش میرے شوہر، بھائی اور فرزند کی ہیں۔ جنہوں نے لڑائی میں شہادت پائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ شہداء کو اسی جگہ دفن کر دیا جائے جس جگہ انہوں نے شہادت پائی ہے۔ جبکہ حضرت ہند رضی اللہ عنہا ان کو مدینہ میں دفن کرنا چاہتی تھیں۔

ان کا اونٹ راستے میں بیٹھ گیا۔ ہر چند اس کو ہانکا گیا لیکن وہ مدینہ کی طرف نہ گیا۔ جب اس کا منہ احد کی طرف موڑا تو وہ چل پڑا۔

حضرت ہند رضی اللہ عنہا تینوں شہداء کی لاشیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے گئیں۔ اس وقت آپ ﷺ دوسرے شہیدوں کی لاشیں دفن کرا رہے تھے۔

آپ ﷺ نے حضرت ہند رضی اللہ عنہا سے پوچھا: ’’کیا ان میں سے کسی نے گھر سے چلتے وقت کچھ کہا تھا۔‘‘ حضرت ہند رضی اللہ عنہا نے کہا: ’’ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے شوہر (عمرو رضی اللہ عنہ بن جموع) نے گھر سے چلتے وقت یہ دعا مانگی تھی کہ الٰہی مجھ کو شہادت نصیب فرمائیو اور مجھ کو نا امید اپنے اہل و عیال میں واپس نہ لائیو۔‘‘

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تینوں شہیدوں کو احد کے میدان میں ایک قبر میں دفن کرایا۔

سیدہ ہند رضی اللہ عنہا اپنے عزیز ترین شہداء کو میدان اُحد میں دفنا کر مدینہ منورہ آ گئیں۔ حضرت ہند رضی اللہ عنہا ساری زندگی اللہ اور رسول ﷺ کی خوشنودی کی خاطر کثرت سے روزے رکھتی رہیں اور جی بھر کر عبادت میں مصروف رہیں، یہاں تک کہ اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔

اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت کی بارش برسائے اور اپنی رضا کی نعمت سے نوازے۔ آمین یا رب العالمین!

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام

کُلّیۃ القُرآن (قرآن کالج) لاہور

بانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ

وفاق المدارس سے الحاق شدہ

191۔ اتاترک بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

’’تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو خود قرآن سیکھیں اور دوسروں کو قرآن سکھائیں۔‘‘ (حدیث نبوی ﷺ)

درس نظامی کے ساتھ ساتھ میٹرک (آرٹس، سائنس)۔ ایف اے۔ آئی کام۔ بی اے اور ایم اے کے خواہش مند طلبہ کے لیے تمام درجات (ثانویہ عامہ۔ ثانویہ خاصہ۔ عالیہ اور عالمیہ) میں

داخلے شروع

اہلیت برائے داخلہ

- برائے درجہ ثانویہ عامہ (درجہ اولیٰ) آٹھویں جماعت پاس۔ میٹرک پاس کو ترجیح دی جائے گی۔
- برائے درجہ ثانویہ خاصہ (درجہ ثالثہ۔ درجہ رابعہ) میٹرک مع درجہ ثانیہ پاس۔
- برائے درجہ عالیہ (درجہ خامسہ۔ درجہ سادسہ) ایف اے مع درجہ رابعہ پاس۔
- برائے درجہ عالمیہ (موقوف علیہ۔ دورۂ حدیث) بی اے مع درجہ سادسہ پاس۔

شیڈول برائے داخلہ

- داخلہ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 25 مئی 2022ء
- انٹرویو اور تحریری ٹیسٹ 25 مئی 2022ء
- کلاسز کا آغاز 26 مئی 2022ء

خصوصیات

- دینی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم لازمی
- حفاظ۔ ذہین اور مستحق طلبہ کے لیے مراعات
- وفاق المدارس العربیہ اور لاہور بورڈ/ پنجاب یونیورسٹی کا نصاب
- نمایاں پوزیشن لینے والے طلبہ کے لیے وظائف

برائے معلومات

دفتری اوقات کے دوران 042-35833637

دفتری اوقات کے بعد 0301-4882395

المعلن

حافظ عاطف وحید، مہتمم

ریاض اسماعیل، پرنسپل

حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آزری!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

پورا ملک شدید گرمی کی لپیٹ میں ہے۔ سبھی شہر تپ رہے ہیں۔ جیکب آباد میں درجۂ حرارت 51 ڈگری سینٹی گریڈ کو چھو رہا ہے۔ وہاں کے باسی کہتے ہیں ہر طرف آگ بھڑکتی محسوس ہو رہی ہے۔ جو موسم جون جولائی میں ہوتا تھا اب مئی میں آ گیا ہے۔ شدید غربت، دس لاکھ آبادی کے لیے پانی کی شدید قلت، بجلی عنقا۔ عوام کس حال میں ہیں۔ کرسی سے اترنے والے خود جھلسا ڈالنے والی زبان بول رہے ہیں۔ کرسی پر اچانک آ بیٹھنے والے ایٹم بم گرا دینے کے بیانوں میں وحشت زدہ گھرے کھڑے ہیں۔ دھمکیوں کی سیاست کا دور دورہ ہے۔ شیخ رشید نے وارننگ دے دی ہے کہ اگر عمران خان کو گرفتار کیا گیا تو پی ٹی آئی نے طریقِ کار طے کر لیا ہے۔ ملک ایک سیاسی بحران میں گھر جائے گا اور سری لنکا جیسی صورت حال کا سامنا کرے گا۔

کھیل یوں بگڑا کہ جب ملکی معیشت کا پانی واقعی سر سے گزرنے لگا تو بقول عمران خان 'طاقتور لوگوں' نے انہیں کہنا شروع کر دیا کہ 'وزیراعظم دوسروں کے کرپشن کیسز کی بجائے حکومتی کارکردگی پر متوجہ ہوں'۔ اب مسلسل 'طاقتوروں' پر بوچھاڑ ہے۔ کھلے جلسوں میں اسٹیبلشمنٹ کے ساتھ ٹکراؤ ہر جملے میں سمویا ہے، للکارنے کی حد تک۔ بھارتی میڈیا مزے لے لے کر ایٹم بم والے بیان اور ہر ہذیانی کیفیت کو شہ سرخیوں میں جگہ دے رہا ہے۔ چوراہے میں گندے کپڑے دھونے کا ایک دھوبی گھاٹ کھلا ہے۔ عدلیہ بھی للکاری جا رہی ہے اور کبھی اپنے ہی سابقہ اتحادی نشانے پر ہیں۔ صوابی میں تقریر کرتے ہوئے ایم کیو ایم پی پر گرجے برسے ہیں، جو اتنے سال وزارتوں پر فائز رہے۔ ان کی مدد سے حکومت قائم کی۔ وفاقی وزیر قانون بیرسٹر فروغ نسیم 2 اپریل 2022ء تک عمران خان کے حواری تھے۔ اب یکایک ان کے جرائم کے کھاتے کھل گئے۔ پولیس کے ہدفی قتل کے الزام دیتے ہوئے ایم کیو ایم کورڈ کیا۔ باوجودیکہ قانون جیسے حساس منصب پر انہیں بٹھا رکھا تھا! صوابی میں یہ بھی فرمایا کہ زرداری، شریفوں اور فضل الرحمٰن کا اجتماعی سیاسی جنازہ ہوگا۔ ایٹم بم پھاڑنے کی حسرت، جنازے اٹھانے کے عزائم، ملک کو سری لنکا کی طرح خانہ جنگی میں جھونکنے کی پلاننگ تیار؟ تمہی کہو کہ یہ اندازِ گفتگو کیا ہے!

پی ٹی آئی کے مؤقر قائدین کی زبان ہر گھر میں اتر آئی ہے۔ خاندانوں میں سیاسی الجھاؤ، ٹکراؤ کی شکایات سنی جا رہی ہیں، اب تابکاری عنصر ایٹم بم بیانیے کے بعد مزید شامل ہو گیا ہے۔ تہذیب پہلے ہی سوشل میڈیا کے ہاتھوں دگرگوں ہے، اب رہی سہی کسر پوری ہونے کو ہے۔ ایسے حالات میں الیکشن کا تقاضا کیونکر پورا ہوگا؟ انتخابات سے پہلے کے مراحل اس سرپھٹول میں کیونکر طے ہو پائیں گے۔ واحد مطالبہ غیر مشروط بلاتاخیر (فوج، عدلیہ، الیکشن کمیشن، عوام ہر کس و ناکس سے) عمران خان کو کرسی پر لا بٹھانے کا ہے۔ اس سے کم پر راضی نہیں۔ ورنہ مرنے مارنے کی تیاری ہے! امریکا کی سازش کا بیانیہ مضحکہ خیز ہے۔ خصوصاً مغربی ممالک کے باسی انصافیے گزشتہ 20 سال کہاں تھے؟

امریکا کی چاکری پی ٹی آئی سمیت ہر حکمران نے ڈٹ کر کی ہے۔ عوام نے کھلی آنکھوں سے یہ سب ہمیشہ دیکھا اور خاموشی، نیم رضامندی کے معنوں میں اختیار کیے رکھی ہے۔ امریکی طرز زندگی، بود و باش، شہریتوں، زبان و کلام میں ڈوبے ہوئے انصافیے یکایک امریکی سازش کی پٹاری کھول کر بیٹھ گئے، جس 'پرچم کے سائے تلے ہم ایک ہیں' کے نعرے لگتے اور باجے بجتے ہیں، وہ عوام الناس کا تو ہرا پرچم ہے، مگر بلا استثناء حکمرانوں کا لال لکیروں اور نیلے سفید تاروں والا امریکی پرچم ہے۔ اب بائیڈن کی بے توجہی کے ہاتھوں یکایک ان کے آنکھوں کے آگے تارے ناچنے لگے۔ امریکا کو للکارنا ہی تھا تو کم از کم اپنے دورِ اقتدار میں ڈاکٹر عافیہ ہی پر مضبوط موقف اختیار کر کے انہیں واپس لایا جاتا۔ ان کی جنگ میں اتنی بے پناہ جانوں کے نذرانے کا ہرجانہ، دیت وصول کی جاتی۔ نیٹو سپلائز میں اَدھ موئے ہوئے رہنے پر آواز اٹھائی جاتی، سلسلہ منقطع ہوتا۔ 15 اگست 2021ء تک (افغانستان سے امریکی انخلاء) سبھی کچھ حسب سابق چلا۔

قوم کی ذہنی حالت بھی اس وقت زیادہ تسلی بخش نہیں۔ یادداشت کمزور ہو چکی ہے۔ کیفیت ہذیانی، کف آلود ہے۔ تجزیہ کرنے کی صلاحیت پہلے بھی واجبی تھی، اب کھلے حقائق سے چشم پوشی کر کے 'میں نہ مانوں' کی ضد میں ملک کا مستقبل داؤ پر لگا رہے ہیں، نتائج و عواقب سے بے پروا۔ یہ اندھا دھند بلا روک ٹوک امڈتا لاوا کیا رخ اختیار کرے گا؟ شامتِ اعمال کی تلوار سر پر لٹکتی نظر آتی ہے۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی زبان میں: ''آج میں تم کو اچھے حال میں دیکھ رہا ہوں مگر ڈر ہے کہ کل تم پر ایسا دن آئے گا جس کا عذاب سب کو گھیر لے گا۔'' (ہود: 84) اللہ کے دین اور انبیاءؑ کی تعلیمات کا مذاق اڑانے والی قومیں، ان میں سے ہر ایک کے انفرادی گناہ، آج ہمارے معاشرے میں سب یک جا نظر آ رہے ہیں۔ لیڈروں کی کرپشن میں کون ہے جو پاک ہو؟ یہ فوری الیکشن کا ہنگام اسی لیے ہے کہ جوں جوں وقت گزرے گا، آج اگر بزدار، فرح اور توشہ خانہ، گھڑی اسکینڈل کھلے ہیں تو ہر آنے والے دن کے ساتھ سبھی کارکردگیاں کھل جائیں گی۔ یکطرفہ تصویر دیکھنی دکھانی ممکن نہ رہے گی۔ عوام کے لیے پروٹوکول اور ہٹو بچو نہ لینے والے وزیراعظم کی دھوم تو ہے مگر ہوا کے دوش پر اڑتے ہیلی کاپٹروں نے عوام کی جیب پر جو ڈاکا ڈالا اس کی تفاصیل صیغہ راز میں کب تک رہیں گی؟ سادگی پسند زمین پر چلنے کے قائل نہیں ہیں۔ جلسے بھی چارٹرڈ طیاروں میں ہو رہے ہیں۔ یہ سارا شاخسانہ مروّجہ نظام کا ہے جس میں انسان کو خدائی کے منصب پر بٹھا کر عوام پوجا پاٹ کرتے گرمی میں جھلس رہے ہیں۔

اللہ کی حکمرانی اور کائنات کی بادشاہت کے مالک رب کے اقتدار کی بجائے، انسانوں کی غلامی کا قلادہ جب تک گلے میں پڑا رہے گا عوام اسی طرح حبسِ دم سے مرتے گھلتے رہیں گے۔ اللہ کی حاکمیت میں حکمران، عوام سب برابر ہوتے ہیں۔ 22 لاکھ مربع میل پر حکمران سیّدنا

عمر رضی اللہ عنہ مدینہ کے نواح سے پیدل چلتے لوٹ رہے تھے، ایک گدھا سوار سے 'لفٹ' لے کر لوٹے! اس شان کے تھے وہ راتوں کے راہب، داڑھیاں خشیت الٰہی کے آنسوؤں سے تربہ تر کرنے والے۔ دن کو مزدوروں کی سطح پر بلا کروفر، کھن گرج عوام کی خدمت گزاری میں ہلکان ہونے والے۔ سیدنا حضرت عمرؓ کا بیت المال کے اونٹوں کو ایک معزز سردار صحابی کے ہمراہ اپنے ہاتھوں سے تیل مل کر انہیں جلدی بیماریوں سے محفوظ رکھنے کی فکر کرنا۔ ہمارے حکمرانوں کی خوش نصیبی یہ ہے کہ عوام نے اپنی تاریخ اور اسلامی طرزِ حکمرانی نہیں پڑھ رکھی۔ ورنہ ہیلی کاپٹروں، جہازوں پر اڑنے کی بجائے یہ سرکاری گاڑیاں مثلِ عمرؓ دھو رہے ہوتے۔ لیموزین اور کروڑوں کے قرضوں اور عوام کی غربت نچوڑ کر حاصل کردہ شان وشوکت بھری گاڑیوں کے قافلوں کا خوابوں سے بھی گزر نہ ہوتا۔ عوام یہ جانتے کہ ہر انسان عزت وشرف میں برابر ہے۔

خاک کے پتلے میں اللہ کی نورانی پھونک ہر انسان کا اصل سرمایہ ہے۔ نقطۂ نوری کہ نامِ اُو خودی! اس خودی کو گنوا دیا۔ عزت وشرف کھو کر سڑی ہوئی مٹی کے بدبودار تعفن والے گارے بھرے وجود (مادۂ تخلیق) کا پتلا باقی ہے اور پورے ملک میں طوفانِ بدتمیزی برپا ہے۔ روکنے والا کوئی نہیں! اللہ کے دین سے کھیلتے خوف نہیں آتا۔ قرآن سے نابلد، اَن پڑھ، جہل عظیم کے مارے ہیں۔ تین رمضان کھیل تماشوں، لہو ولعب، سوقیانہ مشاغل کی نذر ہوئے۔ حقیقی جہاد کے لیے امریکا کے خلاف اٹھنے والے ہر فرد کو عقوبت خانوں میں جھونکا یا مار ڈالا۔ ہر دور میں بلا استثناء۔ جعلی جہاد کے نام پر ترکی فلمی ڈراموں میں روح کی بالیدگی کا قیمتی ترین مہینہ جھونک دیا لگاتار اتنے سال۔ (اس دفعہ تراویح عشاء کا مقابلہ، سیاسی جلسوں اور گانوں ترانوں نے کیا) ڈرامے میں جھوٹے کردار! ماں بن کر اداکارہ کا نامحرم نوجوانوں کو 'مجاہد بیٹے' قرار دے کر ماتھا چومنا اور پرائے مرد کی بیوی بن کر دونوں نامحرموں کا باہم بستر افروز ہونا۔ اسلام کے نام پر پوری قوم اس میں غرق! عقل کو زنگ نہ لگے۔ دلوں پر تالے نہ پڑیں۔ سورج آگ نہ برسائے، گلیشیئر شق نہ ہو جائیں تو کیا ہو؟ 'ریاستِ مدینہ'، 'امر بالمعروف'، 'صادق امین' کے تقدس کی بے حرمتی، ان سے استہزاء؟

جس اللہ کے دین سے کھلونا بنا کر کھیل رہے ہیں، اس کی عظمت وہیبت کے کائناتی مظاہر ہیبت سے لرزہ طاری کر دینے والے ہیں۔ حالیہ دو رپورٹیں جس کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ دو نیوٹران ستاروں کا باہم ٹکرا کر فنا کے گھاٹ اترتے ہوئے خالص سونے چاندی کی بارش، کائناتی آتش بازی کا عظیم مظاہرہ، جس سے دس سیارے، زمین جیسے وجود میں آئے ہوں گے! (یہاں ایک گھڑی پر 'صداقت وامانت' قربان ہوگئی!) دوسرا ہماری کہکشاں کے مرکز میں مہیب 'بلیک ہول' کا مشاہدہ۔ اس کی تفصیل بھی ہوشربا ہے۔ اللہ رب العزت سورۃ النمل آیت 60 میں تخلیق کے مظاہر دکھا کر پوچھتا ہے: ﴿ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ﴾ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور خدا بھی (ان کاموں میں شریک) ہے؟ بہ چشم سر سائنسی کرشمے دیکھنے برتنے کے بعد بھی جہالت؟ اس پر تو آئن سٹائن نے بھی کائنات کے خالق کی تصدیق کی تھی (مگر ایمان لانے سے انکاری ہوا!) کہیے لا الٰہ الا اللہ...، جیسے افغانستان نے کہا تھا۔ امریکی پرچم لپیٹ دیا، کلمے والا پرچم لہرایا، لہلہایا! انسانوں کی غلامی (حکمرانی) سے نکل کر اللہ کی حکمرانی میں آنا۔ باقی بتانِ آزری!

❁❁❁

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(21 اپریل تا 6 مئی 2022ء)

جمعرات (21 اپریل) کو مرکزی اسرہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔

اعتکاف والوں کے ساتھ سوال وجواب کی نشست ہوئی۔ تنظیم کے تحت فاران کلب میں سوال وجواب کی نشست ہوئی۔ مفتی طارق مسعود کے پروگرام میں تنظیم کے حوالے سے مختلف پہلوؤں پر گفتگو ہوئی۔

دورانِ رمضان Q.TV پر دورۂ ترجمہ قرآن مکمل کیا گیا۔

سوموار (2 مئی) قرآن اکیڈمی ڈیفنس اور یاسین آباد میں معتکفین سے خطاب کیا۔

منگل (3 مئی) کو عید الفطر کے اجتماع سے خطاب کیا۔

جمعہ (6 مئی) کو جامع مسجد شادمان ٹاؤن، کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔

نائب امیر سے تنظیمی امور کے حوالے سے مسلسل رابطہ رہا۔

حلقہ کراچی جنوبی کے تحت رمضان المبارک کے پروگرام کی تفصیل

بانی محترمؒ آخری سالوں میں فرمایا کرتے تھے کہ ''تقریباً 100، 150 افراد شاگرد تیار ہو گئے ہیں جو دورہ ترجمہ قرآن اور بانی محترم کے علمی ورثہ کو آگے بڑھائیں گے''۔ الحمدللہ اس رمضان سے پہلے کیونکہ کرونا وباء کا زور ختم ہو چکا تھا۔ رفقاء واحباب نے ان پروگراموں میں ذوق وشوق کے ساتھ شرکت کی۔

اس سال ماہ رمضان المبارک میں حلقہ کراچی جنوبی کے تحت آٹھ (8) مقامات پر دورہ ترجمہ قرآن اور تین (3) مقامات پر خلاصہ مضامین قرآن کا انعقاد کیا گیا۔ مجموعی طور پر 390 رفقاء، 1600 حضرات اور 1500 خواتین دورہ ترجمہ قرآن میں شریک ہوتے رہے۔ تفصیل درج ذیل ہیں؛

دورۂ ترجمہ قرآن

01۔ قرآن اکیڈمی ڈیفنس: قرآن اکیڈمی تنظیم کے تحت ہونے والے پروگرام میں دورہ ترجمہ قرآن کی سعادت ناظم دعوت حلقہ کراچی جنوبی جناب عامر خان نے حاصل کی۔ اس پروگرام میں روزانہ اوسطاً نو سو (900) حضرات وخواتین نے شرکت کی۔ قرآن اکیڈمی ڈیفنس کا اندرونی ہال چائے کے وقفہ میں ماشاء اللہ بھرا ہوتا تھا۔ اس مقام پر ہمیشہ کی طرح بفضلہ تعالیٰ امسال بھی 175 افراد کے لیے اعتکاف کا انتظام کیا گیا۔ معتکفین حضرات کے لیے روزانہ بعد نماز ظہر تربیتی لیکچرز کا اہتمام کیا گیا۔ آخری روز معتکفین کی امیر محترم شجاع الدین شیخ کے ساتھ سوال وجواب کی نشست ہوئی۔ جس کے بعد بیعت مسنونہ کا بھی اہتمام کیا گیا جس میں تقریباً 40 افراد نے امیر محترم کے ہاتھ پر بیعت کی۔

02۔ گلستان انیس کلب: یہاں دورہ ترجمہ قرآن کا انعقاد مقامی تنظیم سوسائٹی کے تحت منعقد ہوا۔ مدرس کے فرائض امیر حلقہ کراچی جنوبی جناب ڈاکٹر محمد الیاس نے بخوبی انجام دیے۔ دورہ کے دوران بعض سورتیں اور مختلف موضوعات پر PPT سلائیڈز بھی دکھائی گئیں۔ انبیاء کرام کے مقامات اور غزوات کو نقشہ کی مدد سے واضح کیا گیا جس میں شرکاء نے بہت دلچسپی کا اظہار کیا۔ مجموعی طور پر 25 رفقاء اور 900 حضرات وخواتین شریک ہوتے رہے۔

03۔ ملن بینکوئیٹ: اس مقام پر دورہ ترجمہ قرآن کا انعقاد کورنگی شرقی تنظیم کے تحت کیا گیا۔ مدرس کی سعادت جناب محمد سہیل راؤ معتمد حلقہ نے حاصل کی۔ بھرپور بیان اور وقت کا خیال رکھنے کے اعتبار سے اس دورہ کو بہت پسند کیا گیا۔ تذکیر بالقرآن کورس کا بھی اہتمام کیا گیا۔ اس پُر رونق محفل میں اوسطاً 200 حضرات اور 80 خواتین نے شرکت کی۔

04۔ راج محل لان: کورنگی وسطی تنظیم میں دورہ ترجمہ قرآن کا پروگرام راج محل لان نزد چنیوٹ ہسپتال میں کیا گیا۔ مدرس امیر لانڈھی تنظیم جناب محمد ہاشم تھے۔ روزانہ اوسطاً 400 حضرات وخواتین شریک ہوتے رہے۔ الحمدللہ امسال انتظامیہ کی طرف سے بھی کوئی رکاوٹ نہیں آئی اور پروگرام اپنے معمول کے مطابق پایۂ تکمیل کو پہنچا۔

05۔ قرآن مرکز لانڈھی: قرآن مرکز لانڈھی میں دورہ ترجمہ قرآن کی سعادت امیر قرآن اکیڈمی تنظیم جناب شارق عبداللہ علوی نے حاصل کی۔ حضرات وخواتین کی اوسط حاضری 135 رہی۔ جناب شارق عبداللہ نے پہلی مرتبہ مکمل دورہ ترجمہ قرآن کیا تھا۔ امید ہے کہ مستقبل میں ایک بہترین مدرس ثابت ہوں گے۔

06۔ قرآن مرکز ڈیفنس: اس مقام پر دورہ ترجمہ قرآن ڈیفنس تنظیم کے تحت منعقد ہوا۔ مدرس نقیب اسرہ اولڈسٹی تنظیم جناب محمد رضوان تھے۔ مختصر بیان اور کم وقت میں ختم کرنے کے اعتبار سے ان کا دورہ اچھا رہا۔ یہاں اوسطاً 55 حضرات وخواتین شریک ہوتے رہے۔

07۔ ریڈیسن لان: اختر کالونی تنظیم میں دورہ ترجمہ قرآن کا پروگرام ریڈیسن لان میں کیا گیا۔ مدرس کی سعادت امیر مقامی تنظیم ڈیفنس جناب عاطف اسلم نے حاصل کی۔

08۔ ہما لان: اس مقام پر دورہ ترجمہ قرآن اولڈسٹی تنظیم کے تحت منعقد ہوا۔ مدرس ناظم تربیت اولڈسٹی تنظیم جناب محمد نعمان تھے۔ محمد نعمان ایک منجھے ہوئے مدرس ہیں اور عربی گرائمر پر بھی اچھی دسترس رکھتے ہیں۔ ان کا دورہ عموماً بہت پسند کیا جاتا ہے۔ یہاں اوسطاً 250 رفقاء واحباب شریک ہوتے رہے۔

دورہ ترجمہ قرآن کے تمام مقامات پر 27 ویں شب میں ''رمضان، قرآن اور پاکستان'' اور 29 ویں شب میں ''تکمیل قرآن'' کے موقع پر امیر محترم کے ویڈیو کلپ شرکاء کو دکھائے گئے اور یہ تمام بابرکت محافل معمول کے مطابق 29 ویں شب کو دعاؤں کے ساتھ تکمیل کو پہنچیں۔

خلاصۂ مضامین قرآن

01۔ سفیرون لان: کلفٹن تنظیم کے تحت سفیرون لان میں خلاصہ مضامین قرآن کی محفل کا انعقاد کیا گیا۔ مدرس کے فرائض امیر مقامی سوسائٹی تنظیم جناب نعمان آفتاب نے بخوبی ادا کیے۔ اس مقام پر 150 حضرات وخواتین شریک ہوتے رہے۔ 29 ویں شب کو تکمیل ہوئی۔

02۔ کورنگی کراسنگ: کورنگی غربی تنظیم کے تحت رفیق تنظیم امتیاز صاحب کے اسکول میں خلاصۂ مضامین قرآن کی محفل کا انعقاد کیا گیا۔ مدرس کے فرائض ناظم تربیت کورنگی غربی تنظیم جناب ندیم حسین نے بخوبی ادا کیے۔ پہلی مرتبہ خلاصۂ مضامین قرآن کی ذمہ داری لگائی تھی امید ہے کہ مستقبل میں اچھے مدرس ثابت ہوں گے۔ محترم سندھی زبان میں بھی درس دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اس مقام پر 30 حضرات وخواتین شریک ہوتے رہے۔ 25 ویں شب کو تکمیل ہوئی۔

03۔ اللہ والا ٹاؤن: کورنگی غربی تنظیم کے تحت رفیق حافظ جہانزیب طاہر کی رہائش پر خلاصۂ مضامین قرآن کی محفل کا انعقاد کیا گیا۔ مدرس کے فرائض ملتزم رفیق کورنگی غربی تنظیم جناب توحید خان اور نقیب اسرہ غلام حسین نے بخوبی ادا کیے۔ اس مقام پر 20 حضرات و خواتین شریک ہوتے رہے۔ 25 ویں شب کو تکمیل ہوئی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ روزہ اور قرآن دونوں کو ہم سب کے حق میں ایسا سفارش کرنے والا بنائے جن کی سفارش بارگاہ الٰہی میں مقبول ہو۔ آمین!

(رپورٹ: سرفراز احمد، ناظم نشرو اشاعت حلقہ کراچی جنوبی)

Collective Punishment Must Be Called Out: In Occupied Palestine and In India

With a devastating war on its doorstep, Europe called out Russia for committing crimes of “collective punishment”—a term it studiously avoids using against Israel or India.For Europe, America and the rest of the west, the war on Ukraine has not only been disastrous in terms of human suffering, it has also unraveled and exposed conflicting conundrums in respect of policies underpinned by hypocrisy.

Take the case of “collective punishment”.It is outlawed as a crime against humanity under international law.Most European countries led by Britain and France are signatories to legal conventions that denounce its practice, yet remain silent despite being complicit in a variety of ways in instances where sure criminal conduct is the order of the day.

The foremost example is the inhumane violence by Israel against Palestinian worshippers during Ramadan inside and around the sacred precinct of Islam’s third holiest mosque Al Aqsa in Occupied Al-Quds-Jerusalem.Journalists who themselves have come under Israeli fire, report that collective punishment against Palestinian worshippers including young and old, men and women, have become routine under Israel’s military occupation.

The latest example is the targeted assassination of the renowned Al Jazeera journalistShireen Abu Akleh who was murdered by snipers of the Israeli occupation forces in Jenin. The Israeli police then stormed the grounds of a Jerusalem hospital to forcibly prevent a funeral march for Shireen, the latest victim of the atrocities by the Zionist regime.

These crimes extend beyond Jerusalem to all of the territories where the indigenous population is rendered “stateless” in their own land since being colonized seven decades ago.“At its heart, collective punishment is an exercise in plain racism: in Israeli eyes, every Palestinian is a permanent suspect, a terrorist waiting to strike...” is how one journalist described the Zionist regime’s assault on Jenin.“...when one Palestinian crossesthat line illegally drawn by Israel, every Palestinian must pay the price.”

Recent accounts of Libya, Iraq, Afghanistan and Yemen confirm that the US and its NATO allies are fully invested in using collective punishment to enforce their will on other sovereign nations.Of course, apart from Palestine, the west is also culpable in the terror being unleashed in India by the Modi regime against Muslims.

In many respects one sees in India similarities with Israel in the cruelty of collective punishment.In an important test case to bar Modi’s right-wing Bharatiya Janata Party (BJP) ruled states from demolishing the homes of Muslims, accused by the authorities of participating in violent incidents, a leading Muslim organization has lodged a Supreme Court application.The decision comes after the government in Madhya Pradesh state demolished dozens of homes and shops of many Muslims after they were accused of pelting stones at a Hindu procession.Similar action was reported in Gujarat state.

Targeted violence against Muslims broke out in several Indian states recently during the holy Hindu festival. Terrorists of the BJP/RSS cabal demolished properties owned by Muslims in

cabal demolished properties owned by Muslims in India which is a clear example of collective punishment and crimes against humanity.

Amnesty International on April 14 demanded a “thorough, impartial and transparent investigation” into “reports of demolition of largely Muslim-owned shops and houses following incidents of communal violence” in several Indian cities last week.In Khargone, a city in the central Madhya Pradesh state, “provocative slogans were allegedly raised near a mosque during Ram Navami celebrations, which led to a riot, stone pelting and violence,” read the Amnesty International statement.

Officials soon claimed they had identified the rioters and that the “damages will be recovered from (their) private or public property.”Authorities then proceeded to demolish several properties and houses, most of them belonging to “economically disadvantaged Muslim families,” the statement added.

“The majority of the demolished properties are owned by Muslims. Such punitive demolition of family homes of suspects could also amount to collective punishment, in violation of international human rights law,” Aakar Patel, chair of Amnesty International India’s board said.

Under the 1949 Geneva Conventions, collective punishment is a war crime and Article 33 of the Fourth Geneva Convention stipulates:

“No protected person may be punished for any offense he or she has not personally committed. ... Reprisals against protected persons and their property is prohibited.”

If consistency is a requirement for policies embedded in human rights ethos, Europe and America will be found lacking dismally.

Courtesy: *Mr. Iqbal Jassat, Media Review Network. Johannesburg, South Africa*

توجّہ فرمائیے!

الحمدللہ! ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کے انٹرویوز کو یکجا کر کے کتابی شکل میں لانے کے لیے کام جاری ہے۔ کسی بھی فرد یا ادارے کے پاس ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے انٹرویوز طبع شدہ (میگزین یا اخبار کی صورت میں) موجود ہوں تو اس انٹرویو کی اصل یا نقل بمطابق اصل درج پتہ پر ارسال فرما کر اس کارِ خیر میں تعاون فرمائیں۔

احمد علی محمودی

شعبہ مطبوعات، مرکزی انجمن خدام القرآن، 36-K
ماڈل ٹاؤن، لاہور 54700
فون: (042)38939321

اِنّا للہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون — دعائے مغفرت

☆ حلقہ پنجاب شمالی کے بزرگ رفیق حاجی عزیز الرحمن وفات پا گئے۔
برائے تعزیت (بیٹا): 0303-5854833

☆ ملتان کینٹ کے رفیق محترم جناب محمد فیصل قریشی کی والدہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0300-7180182

☆ حلقہ پنجاب پوٹھوہار، منفرد اُسرہ صندل کے مبتدی رفیق محمد بلال کے والد وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0302-5060165

☆ حلقہ پنجاب پوٹھوہار، جہلم کے ملتزم رفیق محمد طارق وحید کی زوجہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0333-5431300

☆ تنظیم اسلامی صادق آباد کے ناظم دعوت محترم حافظ عبدالخالق کی اہلیہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0302-2408467

☆ حلقہ سکھر کے ناظم دعوت و تربیت کے چچا وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0300-3146113

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، پشاور شہر کے ناظم مالیات محترم حاجی خدا بخش کے برادر نسبتی اور ملتزم رفقاء بلال احمد اور عمران احمد کے ماموں وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0300-5930818

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ
فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

Vol. 31 Regd. C.P.L NO. 114 No.20

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore